





رحمن جامی

مجلہ حقوق: بحق اُمّتِ حِلْمِ جِسا مِی

نام کتاب : سَبُو (مجموعہ کلام)

نام شاعر : حِلْمِ جِسا مِی

تعداد : ایک ہزار

سند اشاعت : جنوری ۲۰۰۲ء

انتخاب : پروفیسر غنی نعیم

ترتیب و ترتیب : عائشہ صدیقہ

کتابت : } محمود سلیم (فون: ۴۴۱۴۳۰۹)
 یوسف رضا (فون: ۳۵۲۴۹۴۸)

سرورق : فریاد تمکنت
 شاعر کا ایسکچ : ڈاکٹر دل ہاشمی
 قیمت : ایک سو پچھتر روپیے (تیس ڈالر) (Rs.175/-)

SAI SPANDANA PRINTERS
 PH : 7560077

طباعت : جعفر جری

زیر نگرانی : ملنے کے پتے: (۱) رہائش گاہ مصنف: "الحرا" قاری صاحب لین،

ہل کالونی، مہدی ٹیم، حیدرآباد۔ ۲۸ (فون: ۳۵۳۲۳۴۹)

(۲) بکڈپو انجمن ترقی اردو، گلشن حبیب، اردو ہال،

حمایت نگر، حیدرآباد۔

(۳) حسامی بکڈپو، ۱۲۵ مچھلی کمان، حیدرآباد۔

(۴) اے ون اسٹیشنری، فرسٹ لائبر حیدرآباد۔ ۲۸

اِنْتِسابُ

حمیدِ راجامی _____ بیٹی
 زکریا _____ داماد
 نبیلہ _____ نواسی
 مدیحہ _____ نواسی

کے نام

جن سے مجھے بہت محبت ہے

یلاتی اس قدر ساقی نے میسر ہوٹھ جانے پر
 لُٹھھے ساغر لُٹھی صہیابہ ایں آخر سنبوٹوٹا

ترتیب

حمد/مناجات

۳۴ اپنی حالتِ دل پر شرمسار مت ہوؤ

۳۵ ہم سے دنیا میں دکھاوا تو نہیں ہو سکتا

۳۶ یہ دل مرا دنیا کا تمنائی نہیں ہے

۳۷ شعور و آگہی کی قدر و قیمت آپ کیا جائیں

۳۸ کہہ دیتے ہیں مُتہ پہ سچ، تردید نہیں کرتے

۳۹ ایک غزل بنگلور کے نام

۴۰ کھولئے داستاں کتابیں ہیں

۴۱ مسئلہ تھا تو ہر بات کرنی پڑی

۴۲ جب بھی تکلیف ہوا کرتی ہے

۴۳ آدمی ہو تو عزت نہ بیچو

۴۴ ابتداء ہی میں وہ انتہا ہو گئے

۴۵ تم اپنے دل کو سلیقہ کی چیز کر لینا

۴۶ دھڑکن چراگئی تری محفل ابھی ابھی

۴۷ چھوٹی بھر کی غزلیں

۴۸ مانا نازک دل ہے یار

۴۹ بھولا بھالا ہے

۵۰ دل کو بے قرار کر

۵۱ زندگی سے پیار کر

۵۲ بے وفا

۹ تو ازل سے ہے اور ابد تک ہے

۱۲ ترے حضور یہ درخواست لے کے آیا ہوں

۱۴ قرآن ہمارا

۱۶ نعتیں

۱۷ تمہارے ہی دم سے ہیں..... محمد ہمارے

۱۸ ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے..... محمد ہمارے

۱۹ غزلیں

۲۰ ماں نے دعا جو مانگی تھی مقبول ہو گئی

۲۱ تو نے بھی ہم کو جھوٹا..... تہلکہ مچ گیا

۲۲ چل پڑی اندھی ہوا تو ہر شجر گر جائے

۲۳ نہیں رکتی کوئی آواز بے آنگن مکانوں میں

۲۴ سنبھل کے ہاں میرے بھائی ذرا سنبھل کے رہو

۲۵ اپنے انجام سے ڈر کر نہیں بولا کرتے

۲۶ محفل محفل میرے من کا کو کو بول گیا

۲۷ زندگی اب میری اس پر ناز فرمانے کو ہے

۲۸ زندگی تو ہے جس میں تجھ سا حصہ کوئی نہیں

۳۲ تجھے خوش بہت ہی... ذرا نہ تھے

۳۳ کیا جانے کہاں کھو گئے سچ بولنے والے

۷۶	ڈاکٹر سید عبدالمنان	تمام مطلعوں پر مشتمل غزل
۷۷	رضاء الجبار	آنکھوں کو چین ہے نہ تو دل کو قرار ہے ۵۳
۷۸	ایم۔ ایف۔ حسین	اٹھانے سے ہمارے کب اٹھ ہے ۵۴
۷۹	نظیں	مختلف القوافی و یک ردیف
۸۰	آزاد نظم	تری سزا سے ڈر کر آہیں بھرنا... اچھا لگا ۵۵
۸۱	ازل تا ابد	روتے روتے تیرایوں مسکانا... اچھا لگا ۵۶
۸۳	دنیا دنیا	مسدسہ ۵۷
۸۴	جرم بے گنہی	ہنسی اس کی ہے ۵۸
۸۵	بالواسطہ رشتہ	محببتوں کے بنا ۵۹
۸۷	جہانِ نو	نصیبوں سے ۶۰
۸۸	میرے نغمے	گوشتِ احباب ۶۱
۸۹	شکستِ خواب	مغنی تبسم ۶۲
۹۱	نشانِ بے نشان	ہست و بود ۶۳
۹۲	بندھن ٹوٹ سکتے ہیں	صالح سخن بھی ہے ۶۴
۹۳	فکرِ رائیگاں	نذرِ فدا حسین ۶۵
۹۴	سیلاب	ایک نظم حامد مجاز کے نام ۶۶
۹۵	دل	دو غزلہ
۹۶	دستکِ درد	ایک غزل پروفیسر رحمت یوسف زئی کے نام ۷۱
۹۷	لمحوں کی قید	ایک غزل عماد کے نام ۷۲
۹۸	تماشہ	ڈاکٹر سید محی الدین ہادی ۷۳
۹۹	سرِ ساحل	میجا ۷۴
۱۰۱	ذرا نم ہو تو یہ مٹی	ڈاکٹر حیدر خاں ۷۵

گوشہ فلسطین

۱۰۲	آواز
۱۰۴	تاریخ
۱۰۵	معمر انظم
۱۰۶	نروان
۱۰۷	وطن لوٹنے کے بعد
۱۰۸	ماحول
۱۰۹	بولتی آنکھیں
۱۱۰	شاید اس طرف سے ہمارا گذر رہا ہو
۱۱۲	سناٹا
۱۱۳	قومی نظیں
۱۱۴	ہندوستان ہمارا ہے
۱۱۸	تلقین
۱۲۰	ہے کشمیر ہمارا
۱۲۲	پابند نظم
۱۲۳	نغمہ یک جہتی
۱۲۵	بلندی
۱۲۶	اندیشہ
۱۲۷	رباعیات
۱۲۸	ہر شخص یہی سوچ رہا ہے اب تو
۱۲۹	اس دور کا انسان بہت سستا ہے
۱۳۰	آسان نہیں وفا کا بوجھ ڈھونا
۱۳۲	مسلمان دنیا کے بس متحد ہوں
۱۳۴	مقصد میں کامیاب فلسطین اب کے ہو
۱۳۶	فلسطین زندہ یاد (نخس)
۱۳۷	فلسطین زندہ یاد (مسدس)
۱۳۹	نوائے اہل فلسطین
۱۴۰	اسرائیل
۱۴۲	قطعہ
۱۴۳	سائیٹ/تری یولے
۱۴۴	شیشہ
۱۴۵	دفتر کی میز پر
۱۴۶	اجاب
۱۴۷	ترے ہونے سے
۱۴۸	فیشن
۱۴۹	یاد رفتگان
۱۵۰	سرسید
۱۵۱	بابائے اردو حبیب الرحمن
۱۵۲	جگر صاحب
۱۵۳	ڈاکٹر حسینی شاہد
۱۵۴	خیرات ندیم کی موت پر
۱۵۵	شاد تمکنت کی یاد میں

۱۶۱	ریاست علی تاج کے نام	۱۵۷	اکمل حیدر آبادی کی رحلت پر
۱۶۲	محمود انصاری	۱۵۸	عالم شاہ کے نام
۱۶۳	مسیحا چلا گیا	۱۵۹	حسن یوسف زئی



حَمْدُ

مُنَاجَاتُ

حَسَد

تو ازل سے ہے اور ابد تک ہے
تیرا ادراک میری حد تک ہے
میرا احساس جذر و مد تک ہے
اپنی دنیا تو نیک و بد تک ہے

اس سے ہٹ کر تری خدائی ہے
اے خدا تیری ہی بڑائی ہے

تُو اکیلا ہے دونوں عالم میں
تو ہی یکتا ہے دونوں عالم میں
یوں بھی چرچا ہے دونوں عالم میں
تُو ہمارا ہے دونوں عالم میں

اے خدا ہم یہ تیری رحمت ہو
ہم پہ ہر دم تری عنایت ہو

میرے ہندوستان میں امن رہے
 گوشہٴ نکلتاں میں امن رہے
 اک مرے آشیاں میں امن رہے
 یعنی سارے جہاں میں امن رہے

اب فسادات سے بچا ہم کو
 دے سکوں دل کا اے خدا ہم کو

ساتھ اس زندگی کا پھوٹا ہے
 اعتماد آدمی کا ٹوٹا ہے
 آسرا آگہی کا بھوٹا ہے
 رہنماؤں نے ہم کو لوٹا ہے

اے خدا تو ہی آسرا دینا
 راہ سیدھی ہمیں چلا دینا

مُنَاجَاتُ

ترے حضور یہ درخواست لے کے آیا ہوں
کوئی وسیلہ نہیں راست لے کے آیا ہوں

جو تیرے بندے ہیں خود کو خدا سمجھتے ہیں
اور اپنے آپ کو سب سے جدا سمجھتے ہیں
شراب خانے کو دارِ الہدیٰ سمجھتے ہیں
تو ایسے عقل کے اندھوں کو کچھ بصیرت دے
جو لوگ بھٹکے ہوئے ہیں انھیں ہدایت دے

تیری زمین پہ کرتے ہیں یہ جدال و جنگ
ہمیشہ کرتے ہیں یہ کچھ نہ کچھ ہی عُذرِ لنگ
ابھی تک ان کو نہیں آیا زندگی کا ڈھنگ
تو ان کو امن کی انسانیت کی رغبت دے
جو لوگ بھٹکے ہوئے ہیں انھیں ہدایت دے

مرے خدا یہ مسلمان ہیں تیرے بندے ہیں
کچھ ان میں اچھے ہیں کچھ لوگ ان میں گندے ہیں
کچھ ان کے دین کے اُجلے میں کالے دھندے ہیں
مرے خدا انھیں اسلام کی طریقت دے
جو لوگ بھٹکے ہوئے ہیں انھیں ہدایت دے

کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو فساد کرتے ہیں
یہ قتل کر کے بھی قاتل کہاں ٹہرتے ہیں
امیر رہتے ہیں سکھ سے غریب مرتے ہیں
سبھی کو امن دے سکھ چین اور راحت دے
جو لوگ بھٹکے ہوئے ہیں انھیں ہدایت دے

ہیں سامراج کی سب حرکتیں شیطانی
اُدھم مچائی ہوئی ہے جہاں میں بے دینی
ہماری آنکھ میں بھی آگئی ہے کج بینی
عدو کو زیر کروں مجھ کو اتنی طاقت دے
جو لوگ بھٹکے ہوئے ہیں انھیں ہدایت دے

دیارِ ہند میں ہندو بھی ہیں مسلمان بھی
ترے حضور فقط ہے یہی دُعا میری
مرے خدا ہی آواز ہے مرے دل کی
سبھی کو پیار دے آپس میں تو محبت دے
جو لوگ بھٹکے ہوئے ہیں انھیں ہدایت دے

قرآن ہمارا

اللہ کا فرمان ہے قرآن ہمارا
 بندوں پر اک احسان ہے قرآن ہمارا
 انصاف کا میزان ہے قرآن ہمارا
 ایمان ہے ایمان ہے قرآن ہمارا

ذی قدر ہے ذی شان ہے قرآن ہمارا
 قرآن ہے قرآن ہے قرآن ہمارا
 جس شخص کی ہر بات میں اللہ رہے گا
 قرآن یہاں جسکے بھی ہمراہ رہے گا
 وہ شخص بہر حال خود آگاہ رہے گا
 بے خوف وہ ہر حال میں واللہ رہے گا

آپ اپنی ہی پہچان ہے قرآن ہمارا
 قرآن ہے قرآن ہے قرآن ہمارا

قرآن ہی ہر بھٹکے ہوئے کی ہے ضرورت
 قرآن نے انسان کو دی راہِ ہدایت
 قرآن نے دی سچے کو جنت کی بشارت
 قرآن نے دی فرج کو تسکین کی دولت

ہر لمحہ نگہبان ہے قرآن ہمارا
 قرآن ہے قرآن ہے قرآن ہمارا

قرآن کے ہر لفظ میں ہے حکمتِ قرآن
 جس نے بھی پڑھا جان گیا عظمتِ قرآن
 ہے گفتگو اللہ سے بس صورتِ قرآن
 ہے بندہ مومن پہ سدا رحمتِ قرآن

ہر وقت ہے ہر آن ہے قرآن ہمارا
 قرآن ہے قرآن ہے قرآن ہمارا

تعمین



(۱)

تمہارے ہی دم سے میں سارے نظارے ہمارے محمدؐ، محمدؐ ہمارے
 تمہارے ہی ہیں دہریں فیض سارے ہمارے محمدؐ، محمدؐ ہمارے
 محبت کے پیکر ہمارے پیغمبرؐ، پیغمبرؐ ہمارے محبت کے پیکر
 جہاں بھر میں ہیں یہ سبھی کے دُلا رہے ہمارے محمدؐ، محمدؐ ہمارے
 سبھی دے رہے ہیں گواہی تمہاری، تمہاری گواہی سبھی دے رہے ہیں
 یہ دُنیا یہ دُنیا کے دلکش نظارے ہمارے محمدؐ، محمدؐ ہمارے
 سبھی کیلئے ہے تمہاری محبت، محبت تمہاری سبھی کیلئے ہے
 بہائے ہیں تم نے محبت کے دھارے ہمارے محمدؐ، محمدؐ ہمارے
 خُدا یا دوبارہ مَدینہ بُللے، بُللے مَدینہ دوبارہ خُدا یا
 یہی کہہ کے جَآئی نے یہ دِن گزارے ہمارے محمدؐ، محمدؐ ہمارے
 ہے جَآئی کا دامن یہ خالی ابھی تک، ابھی یہ خالی ہے عَآمی کا دامن
 یہی کہہ رہا ہے وہ دامن پسارے ہمارے محمدؐ، محمدؐ ہمارے

(۲)

ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے محمدؐ، محمدؐ ہمارے
 خدا کہہ رہا ہے نبیؐ ہیں تمہارے ہمارے محمدؐ، محمدؐ ہمارے
 جو ہے بے سہارا یہاں زندگی میں، یہاں زندگی میں جو ہے بے سہارا
 نبیؐ نے کہا وہ خدا کو پکارے ہمارے محمدؐ، محمدؐ ہمارے
 یہاں سے وہاں تک میں دلکش نظارے نظارے میں دلکش یہاں سے وہاں تک
 میں کس کیلئے خوبصورت اشارے ہمارے محمدؐ، محمدؐ ہمارے
 ہمیں مل گیا ہے جو دامن تمہارا، تمہارا جو دامن ہمیں مل گیا ہے
 ہمارے ہوتے خوب دارے نیارے ہمارے محمدؐ، محمدؐ ہمارے
 لگے گی یہ کشتی تمہارے سہارے سہارے تمہارے لگے گی یہ کشتی
 کنارے کنارے کنارے کنارے ہمارے محمدؐ، محمدؐ ہمارے
 ہے رحمت ہمارے نبیؐ کی سبھی پیر سبھی پیر ہمارے نبیؐ کی ہے رحمت
 ہیں جاتی ہمارے نبیؐ سب میں پیارے ہمارے محمدؐ، محمدؐ ہمارے

غزلیں



ماں نے دُعا جو مانگی تھی مقبول ہو گئی
 حق میں مرے حیات مری پھول ہو گئی
 تھا گفتگو میں اُس کی سلیقہ بھی شعر کا
 جو بات تھی غلط وہی معقول ہو گئی
 جذباتِ دل کے ڈھلکے شعر دس کی شکل میں
 ہر بات احتیاط سے منقول ہو گئی
 اب اس کے بعد ختم ہوئی ساری داستان
 سچائی تیری بزم میں مقتول ہو گئی
 تو نے جو کی ذرا سی توجہ مری طرف
 خود ہی توجہ دُنیا کی مبذول ہو گئی
 افسانہ بن گئی ہے حقیقت ترے بغیر
 جو بات سچ تھی جھوٹ یہ محمول ہو گئی
 جتنک کھڑی ہوئی تھی عمارت تھی شاندار
 جب ٹوٹ کر گری تو فقط دھول ہو گئی
 رُسوائی گھوم پھر کے محبت کی راہ سے
 جامی ہمارے نام سے موصول ہو گئی



تو نے بھی ہم کو جھوٹا دلا سہ دیا پھر سے دل جل بچا تہلکہ مچ گیا
اب ترے ساتھ یہ زندگی کا نیا قافلہ لٹ گیا تہلکہ مچ گیا

چھاؤں میں دھوپ میں اس نئے رُوپ میں تجھ کو دیکھا جد تہلکہ مچ گیا
آئینے میں عجب تیرا بہ رُوپ تھا دیکھ کر ہر ادا تہلکہ مچ گیا

ہم یہ سمجھے تھے مل جائیں گی راحتیں ختم ہو جائیں گی اپنی سب کلفتیں
ساری مٹ جائیں گی راہ کی ظلمتیں، تو نے دھوکا دیا تہلکہ مچ گیا

آن کی آن میں کیسی آندھی چلی، دیکھتے دیکھتے کیسی بجلی گری
دیکھ کر ناگہاں زندگی پیچ اٹھی آگیا زلزلہ تہلکہ مچ گیا

کیسی انفاس پر خامشی چھا گئی، دل کی ہر آس پر خامشی چھا گئی
گویا احساس پر خامشی چھا گئی، دل کچھ ایسا لٹا تہلکہ مچ گیا

ہم سے تو نے جو ہر روز وعدہ کیا رنگ وعدے کا رہ گئے گہرا ہوا
خوب چڑھتا گیا زندگی کا نشہ، اب جو اُترناشہ تہلکہ مچ گیا

ایسی رحمن جاتی نے لکھی غزل، ساری غزلوں میں لگتی ہے یہ بے بدل
انقلاب آگیا بزم میں پل کے پل آج میرے خُدا تہلکہ مچ گیا

چل پڑی اندھی ہوا تو ہر شجر گر جائے گا
اب کے بارش میں مرا مٹی کا گھر گر جائے گا

کھڑکیاں سب ٹوٹ کر گر جائیں گی اس کے لئے
بھیڑ بڑھتی جائے گی ایک ایک در گر جائے گا

وہ نشے میں ہے اُسے کب ہوش آتا ہے یہاں
میں اٹھاتا ہی رہوں گا وہ مگر گر جائے گا

سر اٹھا کر جو پھرا کرتا ہے مجھ کو دیکھ کر
شرم سے اک روز کٹ کر اُس کا سر گر جائے گا

نوح کے جائے گا کہاں الفاظ کا گھائل بھلا
خود بخود احساس کی دہلیز پر گر جائے گا

وہ قلندر ہے اُسے مت چھڑ ورنہ تیرے ساتھ
اُس کے قدموں میں ترا سارا نگر گر جائے گا

سب بہا لے جائے گا کچھ دیر میں سیلابِ وقت
پیڑ بھی جامی انا کا ٹوٹ کر گر جائے گا



نہیں رکتی کوئی آواز بے آنگن مکانوں میں
 نہیں رہتا کوئی بھی راز بے آنگن مکانوں میں
 کسی کو بھی کسی سے کچھ تعلق ہی نہیں رہتا
 ہے چینے کا نیا انداز بے آنگن مکانوں میں
 ہنسی بھی ہے تو مطلب کی خوشی بھی ہے تو مطلب کی
 نیا ہے درد کا آغاز بے آنگن مکانوں میں
 سبھی کی ایک سی ہے زندگانی پوچھتے کیا ہو
 نہیں ہے کوئی بھی ممتاز بے آنگن مکانوں میں
 جو نغمے تھے محبت کے وہ گا کر تھک گئے سارے
 بچے تو کیا بچے کا ساز بے آنگن مکانوں میں
 کوئی آئے تو کیونکر آئے ملنے کو دے پاؤں
 نہیں رہتا کبھی دربار بے آنگن مکانوں میں
 پہاڑوں کی چٹانوں میں بسیرا اپنا ہے جامی
 کبھی رہتے نہیں شہباز بے آنگن مکانوں میں



سنبھل کے ہاں مرے بھائی ذرا سنبھل کے رہو
 ہے اس جہاں میں بُرائی ذرا سنبھل کے رہو
 صلہ ملے گا وفا کا بنامِ مسوائی
 بہت قریب ہے کھائی ذرا سنبھل کے رہو
 تم اپنے سائے سے کہہ دو کہ اپنی حد میں رہے
 بُرائی پھر ہے بُرائی ذرا سنبھل کے رہو
 یہ قید و بندِ محبت سہی مگر افسوس
 ملے گی پھر نہ رہائی ذرا سنبھل کے رہو
 لگن سے ڈھونڈ رہے تھے تم آج تک اس کو
 یہ دُنیا ہے میرے بھائی ذرا سنبھل کے رہو
 اے میری فکر مری سوچ اب کے آپس میں
 کبھی نہ آئے جمدانی ذرا سنبھل کے رہو
 یہ وہ جگہ ہے جہاں آ کے مَدّتوں جا آئی
 وفا بھی راس نہ آئی ذرا سنبھل کے رہو
 کرو جو نیکی تو دریا میں ڈال دو جا آئی
 ہمیشہ کر کے بھلائی ذرا سنبھل کے رہو



اپنے انجام سے ڈر کر نہیں بولا کرتے
 سچ مرے دور کے رہبر نہیں بولا کرتے
 آگ ادھر بولتی ہے خون ادھر چھتا ہے
 کون کہتا ہے کہ منتظر نہیں بولا کرتے
 کر کے دکھلاتے ہیں ہر شے بڑی تفصیل کے ساتھ
 سامنے آ کے مُقَدِّر نہیں بولا کرتے
 یہ کھلے ہونٹوں کو بے ساختہ کر دیتے ہیں بند
 منے پلاتے ہوئے ساغر نہیں بولا کرتے
 گفتگو کرتے ہیں خاموش نظم سے اپنی
 ہونٹ ہلتے ہیں برابر نہیں بولا کرتے

گھہکے کر اندر تو بہت شور پیا کرتے ہیں
 ہیں شریف آدمی باہر نہیں بولا کرتے
 بات سچی ہے تو ختم ٹھونک کے کہتا ہے ہیں
 اپنی عادت ہے کہ چھپ کر نہیں بولا کرتے
 جانتا ہوں کہ وہ خاموشی نہیں توڑیں گے
 قتل کرتے ہیں ستمگر نہیں بولا کرتے
 سوچ کر دیکھتے آجائے گا پھر دل کو یقین
 کچھ غلط بھی تو سُخنور نہیں بولا کرتے
 بات سنتے ہیں توجہ سے سمجھی جا آئی کی
 اور جا آئی ہیں کہ اکثر نہیں بولا کرتے



محفل محفل میرے مَن کا کو کو بول گیا
 گویا سب کے سر پر چڑھ کر جادو بول گیا
 دیکھ کے تجھ کو تو ہے میرا ہر سو بول گیا
 میرے بدن کے اندر میرا لو ہو بول گیا
 سناٹا رس گھول رہا ہے بول اٹھی خاموشی
 گویا اگر کان میں میرے پھر تو بول گیا
 جیون اپنا گھوم رہا تھا آنکھ پہ پٹی باندھے
 آنکھ کھلی تو عمر کا بوڑھا کو لہو بول گیا
 جگ کی آشاؤں نے جب بھی پہنچایا سندریسہ
 یہ سنسا رہے فانی لوگوں سا دھو بول گیا

میں نے سکھ کا قرض لیا تھا اُنکے گھر سے گھر کر
اصل سے بڑھ کر سود ہے باقی سا ہو بول گیا

ڈول گیا ہے تن من میرا جھوم اُٹھی ہے دھرتی
جب بھی اُسکے پاؤں کا چھن چھن گھنگر بول گیا

اُس نے اپنے آپ کو جب بھی آئینے میں دیکھا
میں میں کرنے والا خود ہی تو تو بول گیا

یہ شاعر ہے کیسا پاگل جس کا نام ہے جامی
آج بھری محفل میں اگر اُردو بول گیا



زندگی اب میری اس پر ناز فرمانے کو ہے
 آنکھ میں جلوہ ہے جس کا میرے گھر آنے کو ہے
 سامنا ہے عشق کا اور حسن شرمانے کو ہے
 آپ کے دیدار سے اک انقلاب آنے کو ہے
 بن گئی ہے اس جہاں میں رشکِ فہم واگہی
 آپ سے نسبت یہاں جو مجھ سے دیوانے کو ہے
 لگ رہا ہے مجھ کو ایسا آتی جاتی سانس پر
 آپ کی فرقت مسلسل اک ستم ڈھانے کو ہے
 چیز میری ہے مگر اس پر ہے قابو آپ کا
 دل مرا سینے میں میسر مجھ کو تڑپانے کو ہے
 مطمئن ہے میرے محفل میری جانب دیکھ کر
 یہ سخن میرا، ابھی محفل کو گرانے کو ہے
 اس لئے رکھا ہے میں نے ان کو اب تک سینت کر
 جان و دل رحمن جی اُن کے نذرانے کو ہے



زندگی تو ہے حسیں، تجھ سہیں کوئی نہیں
 مہ لقا کوئی نہیں، ماہ جبیں کوئی نہیں
 میرے ہی دم سے تو ہے رونق دنیا ورنہ
 آسماں کوئی نہیں اور زمیں کوئی نہیں
 آپ نے مجھ سے کوئی بات چھپا رکھی ہے
 آپ کہنا ہے تو کہہ دیجئے نہیں کوئی نہیں
 سب کے سب عصمت و عفت کے دھنی رہتے ہیں
 اصل میں عصمت و عفت کا امیں کوئی نہیں
 ہم سے جو ملتا ہے مسرور نظر آتا ہے
 ایسا لگتا ہے کہ دنیا میں غمیں کوئی نہیں
 بزم میں تیری جو آیا اُسے محسوس ہوا
 خوش و خرم ہیں سبھی اور حزیں کوئی نہیں

آئینہ بھی یہی کہتا ہے مقابل ہو کر
 خوبرو تجھ سا جہاں بھر میں کہیں کوئی نہیں
 ویسے کہنے کو تو جاتھا سے کئی شاعر ہیں
 بعد جاتھا کے یہاں کوئی نہیں کوئی نہیں
 میں اکیلا ہی نظر آتا ہوں ہر سو جاتھا
 جانشین میرا یہاں کوئی نہیں کوئی نہیں



تھے خوش بہت ہی درد سے واقف نہ تھے
 جب تک ہمارے حال سے وہ آشنا نہ تھے
 کشتی کو ڈوبنے سے بچایا تو ہم نے تھا
 یہ بات ہے درست کہ ہم ناخدا نہ تھے
 وہ اپنے رہنما تھے مُقَدِّر کی بات ہے
 حالاتِ زندگی سے جو آشنا نہ تھے
 ہم کو ہیں یاد آپ کی کافر ادائیاں
 کیسے کہیں کہ آپ کبھی بے وفانہ تھے
 منزل کے راستے میں لُٹے راہ رو بھی
 ڈھونڈا تو قافلے میں کہیں رہنا نہ تھے
 مانا کہ دُور دُور تھے راہِ حیات میں
 جو ہم خیال لوگ تھے جاعی، جُدانہ تھے



کیا جانے کہاں کھو گئے سچ بولنے والے
 کس واسطے چپ ہو گئے سچ بولنے والے
 دی جان بھی سچ بول کے ہر دور میں اپنی
 اب کے کہاں بولو گئے سچ بولنے والے
 مشکل سے جگایا تھا تو وہ جاگ اٹھے تھے
 سچ بول کے پھر سو گئے سچ بولنے والے
 واپس نہیں لوٹے یہی تشویش ہے اب تک
 اُس کے یہاں جو جو گئے سچ بولنے والے
 تقدیر بنانے کے لئے نکلے تھے لیکن
 تقدیر کو ہی رو گئے سچ بولنے والے
 دشمن سے گلے مل کے کیا صاف دلوں کو
 جو میل تھا سب دھو گئے سچ بولنے والے
 جاعی کو یہاں دیکھ کڈھارس سی بندھی
 سمجھا تھا کہ گم ہو گئے سچ بولنے والے



اپنی حالتِ دل پر شرِ مسارِ مَت ہوو
 لازمی ہے روتا تو مُنہ چھپا کے مَت رُوو
 مُسکراتے رہنے میں عافیت ہے اسِ دل کی
 بزمِ غیر میں اپنا یوں بھرم تو مَت کھوو
 ساتھ دے نہیں سکتے ٹھیک ہے نہ دو لیکن
 مسیہ راستے میں تو غم کے خارِ مَت بوو
 پھسے باندھ کر مَت چل پڑو سوئے منزل
 ہار کر زمانے سے گھر میں چھپ کے مَت سوو
 سامنے جو ہے دُنیا اسکو منہ دکھانا ہے
 پھسے تازہ دم ہوو واٹھ کے ہاتھ منہ دھوو
 کیا ستم ظریفی ہے ہائے اسِ زمانے کی
 کر کے اعتبار اس پر اختیار بھی کھوو
 اُس سے پیار کرنے کا یہ صلہ ملا جائی
 اعتبار بھی کھوو، دل پہ بوجھ بھی ڈھوو



ہم سے دُنیا میں دِکھاوا تو نہیں ہو سکتا
گھس رہے چوڑے کا گِلّاوا تو نہیں ہو سکتا
آپ کے ساتھ اگر ہوں گے تو بس ہم ہونگے!
آپ کے ساتھ علاوہ تو نہیں ہو سکتا
ایک اک بات ہمیں یاد ہے بیتے دن کی
تسیری باتوں میں بھلاوا تو نہیں ہو سکتا
کوئی نیتا بھی تو یہ کہنے کے موقف میں نہیں
اُس کے گھس رہے کوئی دھاوا تو نہیں ہو سکتا
اِس زباں سے تری تعریف ہی ہو سکتی ہے
اِس زباں سے کوئی یاوہ تو نہیں ہو سکتا
کیوں بھلاکان بجا کرتے ہیں تنہائی میں
آپ کا کوئی بُلاوا تو نہیں ہو سکتا
پیلے پستل سے بہل جاتا ہے دل مُفلَس کا
اِس پہ سونے کا چڑھاوا تو نہیں ہو سکتا
ریت اور رسم کی دُنیا ہے یہ جَافِی صاحب
ہم سے دُنیا کا دِکھاوا تو نہیں ہو سکتا



یہ دلِ مرادُ دنیا کا تمنائی نہیں ہے
 اس واسطے تنہائی بھی تنہائی نہیں ہے
 جینے کی ابھی تک بھی ادا آئی نہیں ہے
 اب تک ہمیں دُنیا سے شناسائی نہیں ہے
 جو بھی ترا برتناؤ ہے مجھ کو ہے گوارا
 تجھ سے کوئی شکوہی بھی مرے بھائی نہیں ہے
 یادیں تری، ہمراہ ہیں ہر لمحہ ہر اک پل
 تنہائی کے موسم میں بھی تنہائی نہیں ہے
 باتوں میں اثر ہے تو نگاہوں میں ہے جادو
 سب کچھ سہی اس سوچ میں سچائی نہیں ہے
 مانا کہ ہے ٹھنڈی ہوا لیکن مرے دل کی
 کیسے میں کہوں آگ یہ بھڑکائی نہیں ہے
 سچ بات تو یہ ہے کہ وفا اس سے ہے باقی
 شاعر سہی جاعی، کبھی ہر جاتی نہیں ہے
 انصاف طلب کیجئے کس شوخ سے جاعی
 کہنے کو عدالت تو ہے مشنوائی نہیں ہے



شعور و آگہی کی قدر و قیمت آپ کیا جانیں
 نہیں اندھے روشنی کی قدر و قیمت آپ کیا جانیں
 ہمیں سے پوچھئے کیا لطف ہے آوارہ گردی میں
 جنوں کی خود سری کی قدر و قیمت آپ کیا جانیں
 بہت چھوٹی سہی یہ زندگی بھی موت کے آگے
 مگر اس زندگی کی قدر و قیمت آپ کیا جانیں
 بہت کم لوگ اس دنیا میں خود آگاہ ہوتے ہیں
 مری خود آگہی کی قدر و قیمت آپ کیا جانیں
 ذرا معلوم کیجئے ساقی مینخانہ واقف ہے
 ہماری تشنگی کی قدر و قیمت آپ کیا جانیں
 غم دنیا سے بے گانہ بنا دیتی ہے ویسے بھی
 مسلسل بے خودی کی قدر و قیمت آپ کیا جانیں
 عدالت پر بھروسہ آپ کی اب اٹھتا جاتا ہے
 ہماری منصفی کی قدر و قیمت آپ کیا جانیں
 سنیں رحمن جاتی سے کہ اُردو شاعری کیا ہے
 ہماری شاعری کی قدر و قیمت آپ کیا جانیں



کھدیتے ہیں مُتہ پر سچ، تردید نہیں کرتے
بے وجہ کسی پر ہم تنقید نہیں کرتے

کچھ لوگ ہیں ایسے بھی اظہار حقیقت پر
تعریف تو کرتے ہیں تائب نہیں کرتے

آپ اپنے گریباں میں مُنہ ڈال کھو دیکھیں
الزام کی اپنے ہم تردید نہیں کرتے

اک وہ بھی زمانہ تھا ہر روز مناتے تھے
اب عید بھی آتی ہے تو عید نہیں کرتے

اللہ تو واحد ہے تسلیم بھی کرتے ہیں
کیوں دل سے ہم اکرام توحید نہیں کرتے

ہر راستہ منزل کا خود اپنا بناتے ہیں
بے کار کسی کی ہم تقلید نہیں کرتے

نقصاں بھی اُٹھاتے ہیں تکلیف بھی سہتے ہیں
ہم آج بھی جھوٹوں کی تائب نہیں کرتے

توبہ یہ نہیں قائم بھی مدت سے میاں بجا آئی
ہم اپنے گناہوں کی تجدید نہیں کرتے

ایک غزل بنگلور کے نام

لگتی ہے عطرِ بیزِ فضا بنگلور کی

اس آگتی ہے مجھ کو ہوا بنگلور کی

اپنے میں اور غیر میں پہچان ہے کٹھن

چُن دھیا گئی ہے آنکھِ ضیا بنگلور کی

اُردو کا پھول کھلتے ہی مہیا کے لگا

یوں گل کھلا گئی ہے صبا بنگلور کی

خود کو بھلا چکا ہوں تری یاد کے عوض

مقبول ہو گئی ہے دُعا بنگلور کی

میں بھی تڑپے ہا ہوں تو وہ بھی ہے مضطرب

حالت نہیں ہے مجھ سے جدا بنگلور کی

الٹا س اور سُبھاش نے اپنا بنا لیا

الیاس سے جڑی ہے وفا بنگلور کی

واپس بھی تم کو جانا ہے جاتی یہ سوچ لو

اور تم کو بھاگتی ہے ادا بنگلور کی

علاؤ درشن بنگلور پر اردو خبروں کا پروگرام جسے مخالف اردو والوں نے بند کر دیا۔

علاؤ الماس - حمید الماس (دوست) علاؤ سُبھاش - سُبھاش پٹالے (دوست)

علاؤ ایاس - سید ایاس الدین قادری (بھانجہ)



کھولتے داستاں کتابیں ہیں
 بولتے ہم زباں کتابیں ہیں
 حیدر آباد ہے مری دنیا
 میں وہاں ہوں جہاں کتابیں ہیں
 پڑھنے والے تو ہو گئے بوڑھے
 لیکن اب تک جواں کتابیں ہیں
 میں پرندہ ہوں اُڑتا پھرتا ہوں
 یہ مرا اشیاء کتابیں ہیں
 جن کا کوئی نہیں یہاں اُن کا
 باخدا مہرِ بیاں کتابیں ہیں
 سر بلندی یہیں تو ہے لوگو
 اصل میں آسماں کتابیں ہیں

طالبِ علم ہیں ابھی تک ہم
 چہرہ چہرہ یہاں کتابیں ہیں
 جس جگہ بات کرنا مشکل ہے
 اُس جگہ ہم زبیاں کتابیں ہیں
 کچھ دنوں سے ہے بند داد و ستد
 جانے کیوں بدگُمّاں کتابیں ہیں
 کالا اکثر ہے بھینس جس کے لئے
 اُس کی جہاں کا زیاں کتابیں ہیں
 اور پھیلے گی نمکِ ہتِ اُردو
 ہائے کیا گلستاں کتابیں ہیں
 ان سے پہچان ہے مری جاعی
 میرا نام و نشان کتابیں ہیں



مسئلہ تھا تو ہر بات کرنی پڑی
 بات ہر ایک کے ساتھ کرنی پڑی
 خود کو پہچاننے کا تھا یہ مرحلہ
 آئینے سے ملاقات کرنی پڑی
 زندگی یوں بھی جذبات کا کھیل ہے
 اس لئے نذر جذبات کرنی پڑی
 درد اٹھتا تھا سینے میں صدبات کا
 ضبط کر کر کے، بیہات کرنی پڑی
 بھولتا جا رہا تھا یہاں خود کو میں
 آج خود سے ملاقات کرنی پڑی
 شعر بھی حسبِ موضوع کہنے پڑے
 بات بھی حسبِ حالات کرنی پڑی
 شہر کی شب میں شبِ سخن پڑنے لگے
 جنگلوں میں بسرِ رات کرنی پڑی
 شعر کہہ کہہ کے رچمن جاتی مجھے
 صبح پُر نور ہر رات کرنی پڑی



جَب بھی تکلیف ہوا کرتی ہے
 دِل کی تعریف ہوا کرتی ہے
 شعر کا وصف یہی ہے اکثر
 تیسری توصیف ہوا کرتی ہے
 گفتگو ہوتی ہے جَب بھی تم سے
 غم میں تخفیف ہوا کرتی ہے
 شعر میں وہ پڑھا کرتے ہیں
 جن میں تحریف ہوا کرتی ہے
 عشق کی بات جو میں کہتا ہوں
 ایک تصنیف ہوا کرتی ہے
 بات جامع کی رقم کرتا ہوں
 دِل کی تالیف ہوا کرتی ہے



آدمی ہو تو عزت نہ بیچو
 ہے بہت بیش قیمت نہ بیچو
 پھر میسر نہ ہوگی کبھی یہ
 ہمدمو اپنی غیرت نہ بیچو
 کام آئے گا اپنے کسی دن
 دل ہے اس کی صداقت نہ بیچو
 تم بھی کمزور کے کام آؤ
 ہم نواؤں کی طاقت نہ بیچو
 جھوٹ کا ساتھ دینے کی خاطر
 اپنے دشمن کو طاقت نہ بیچو
 میں نے مانا کہ تاجر ہو چکے
 زندگی کی شرافت نہ بیچو
 آزمائش کی جاعی گھڑی ہے
 شاعری کی یہ دولت نہ بیچو



اِستِراہی میں وہ انتہا ہو گئے
 گویا ملنے سے پہلے جُڑا ہو گئے
 بُت پتر ہی یوں بھی آتی نہیں
 لوگ نیتا ہوئے تو خُدا ہو گئے
 کر کے ہمدردیاں اپنے احباب سے
 آپ اپنے کئے کی سزا ہو گئے
 غاشی میں چھپی تھیں غلط فحشیاں
 بات کرنے سے پہلے خفا ہو گئے
 ساتھ اپنا ہوا تھا تو اتنا ہوا
 آشنا جو نہ تھے آشنا ہو گئے
 ہم نے دکھلایا تھا انہیں آئینہ
 جِلّے کیوں لوگ ہم سے خفا ہو گئے
 رہن جتنے تھے امتحانات میں
 دیکھتے دیکھتے رہنما ہو گئے
 میری آنکھوں نے کیا جانے کیا کہہ دیا
 خود وہ جانی مرا آسرا ہو گئے



تم اپنے دل کو سلیقے کی چسپنا کر لینا
بسا کے درد و وفا کو عزیز کر لینا

تمہارا جلوہ نظر آ رہا ہے پردے میں
تم اس کو اور ذرا سادہ پسینہ کر لینا

یہ ہم نے مانا کہ عادت بُری ہے چٹاکی
ہمیں بھی آتا ہے اس کو کتینہ کر لینا

مجھے بس اتنا ہی کہنا ہے جس کسی سے ملو
بُڑے بھلے میں ذرا سی تمیز کر لینا

کمال ہم کو یہ آتا ہے سادہ پانی بھی
تمہارے نام سے پی کر نبینہ کر لینا

تافیہ صوتی

جہاں ہو ذکرِ محبت جہاں ہو ذکرِ وفا
وہاں پر درد و غیرہ کو تسینہ کر لینا

بھلا سکو تو بھلا دینا یا دِ ماضی کو
ذرا یہ کام بھی جا آئی پلینہ کر لینا

غزل

(فلم ”جان کے بدلے جان“ کیلئے)

دھڑکن چڑا گئی تری محفل ابھی ابھی
اک ارچوٹ کھا گیا یہ دل ابھی ابھی

اڑتے رہے خیال کی دنیا میں تیرسنگ
تاروں کی ہم تو بن گئے منزل ابھی ابھی

پگ پگ ساتھ ساتھ تھکسا نسوں کا قافلہ
منزل پہ آ کے لٹ گئی منزل ابھی ابھی

وعدے کئے تھے چلنے کے ہر دم قدم قدم
آنکھیں وہی چر گئے بُزدل ابھی ابھی

طوفان بنکے جس نے ڈبوئی تھیں کشتیاں
ٹکرا گیا ہے ہم سے وہ ساحل ابھی ابھی

چھوٹی بحروں کی غزلیں

مانا نازک دل ہے یار

الفِت کے قابل ہے یار

جو معصوم سا لگتا ہے

وہ ہی تو قاتل ہے یار

آساں جس کو سمجھا تھا

کام وہی مشکل ہے یار

نیتا کی سچائی کا

ہر دعویٰ باطل ہے یار

شور ہمیشہ کرتا ہے

کیڑل کا ساحل ہے یار

شعروہی کہلاتا ہے

جو دل پر نازل ہے یار

کس سے اب فریاد کریں

کون یہاں عادل ہے یار

چلنا ہے بس چلنا ہے

دورا بھی منزل ہے یار

فنِ شعر کی دانائی

جائی کو ماصل ہے یار

لے، کیرالا



بھولا بھالا ہے

دل متوالا ہے

اُجلا ہے تن کا

من کا کالا ہے

کہہ بھی دے جب تک

سننے والا ہے

اب تو سمجھا کر

دل کو ٹالا ہے

لوٹا ہے اُس نے

جو رکھوالا ہے

مجھ پر نینوں نے

جا دو ڈالا ہے

جائی کو سکھانے

پوسا پالا ہے



دل کو بے قرار کر
 آنکھ اشکبار کر
 حق کے راستے پہ چل
 اپنی جاں نثار کر
 انقلابِ وقت ہوں
 میرا انتظار کر
 حوصلے سے کام لے
 یوں نہ بیٹھ ہار کر
 زندگی ہے کام کی
 زندگی سے پیار کر
 کوٹنا ہے پھر تجھے
 چار دن گزار کر
 بول جاتی حزیں
 سوچ کر بچا کر



زندگی سے پیار کر
 غم کو اختیار کر
 میں ترانہ صیبت ہوں
 مجھ پہ اعتبار کر
 سچ کی جو بھی راہ ہے
 اس کو اختیار کر
 ہر گناہ گار کو
 آدمی شمار کر
 میرے سامنے تو آ
 مجھ سے آنکھیں چار کر
 اُس طرف ہے روشنی
 تیرگی تو پار کر
 جیت جائیٰ حزیں
 ہر خوشی کو ہار کر



عشق ہے
انہتا

بے خودی
با خدا

تشنگی
کمر بلا

دل مرا
مَت دکھا

خوب ہے
ماجرا

عاشقی
ہے بلا

بات سن
مان جا

مَت بھٹک
راستہ

کام میں
دل لگا

بے وفا

آ بھی جا

رنج و غم

بھول جا

ہر گھڑی

مسکرا

زندگی

آزما

چاندنی

دل ربا

شاعری

گنگنا

حسن ہے

ابتداء

و مطلعوں پر مشتمل،

آنکھوں کو چین ہے نہ تو دل کو قرار ہے
 دن ہو کہ رات صرف ترا انتظار ہے
 پیسہ راہن وجود مرا تار تار ہے
 مشکل بہت جنوں کی مرے رہ گزار ہے
 سنتے ہیں ذہن ہی کئی دن سے قرار ہے
 ایسے میں میرا دل ہی یہاں برقرار ہے
 تم میرے ساتھ ہو تو خزاں بھی بہار ہے
 موسم مرے وطن کا بڑا خوشگوار ہے
 اہل ہوس کے ہاتھ میں اب اقتدار ہے
 چھٹکارہ اس سے پانے کا کچھ تو چلار ہے
 جس دن سے میری آنکھوں میں تصویر بن گئی ہے
 گردن جھکانا میری آنا پر بھی بار ہے
 تلوؤں کی آبیاری کو ہر نوک خار ہے
 رستے میں میرے پاؤں کا نقش ہو گا رہے
 چہرے پہ زندگی کے مسلسل نکھار ہے
 جامی سمجھ میں آیا فصل بہار ہے



اُٹھانے سے ہمارے کب اُٹھلے
تری آنکھوں پہ جو پردہ پڑا ہے

تجھے تو چاہے کچھ ہو جیتنا ہے
نہ گھبرا دل مرے اللہ بڑا ہے

تری باتوں میں یہ کیسا نشہ ہے
جو سُنتا ہے وہ تیرا ہمنوا ہے

زمین کے حال پر وہ رو رہا ہے
فلک کا دل بھی اب ٹوٹا ہوا ہے

مرے احباب سے میں نے سُنا ہے
وہ ظالم آج تک مجھ سے خفا ہے

ترے در سے جو دھتکارا ہوا ہے
ذلیل و خوار ہو کر جی رہا ہے

بھلا کب اُس نے یہ دعویٰ کیا ہے
بڑا جمن جس آبی پارہ سا ہے

(مختلف القوافی و یک ردیف)

تیری سزا سے ڈر کر آہیں بھڑنا اچھا لگتا ہے
 میرے خدایوں تجھ سے اکثر ڈرنا اچھا لگتا ہے
 اب بھی مجھ کو سن یہ اس کے مرنے اچھا لگتا ہے
 روز اس کے بارے میں باتیں کرنا اچھا لگتا ہے
 اسکو دیکھ کے جینا ویسے اپنا ہے اصلی مقصد
 اسکی راہ میں گھنٹوں یوں ہی ٹہرنا اچھا لگتا ہے
 آوارہ گردی کیوں اچھی لگتی ہے کیا بتلاؤں
 تیری گلی سے مجھ کو روز گزرنا اچھا لگتا ہے
 یادوں سے کیا لینا دینا یہ تو ظالم ہوتی ہیں
 بیٹی باتوں کو اب اپنی بسرنا اچھا لگتا ہے
 پیار کی ندیا ظالم جتنا ڈوبواتی ہی گہری
 اس ندیا میں ڈوب کے پار اترنا اچھا لگتا ہے
 جانی کی باتوں سے دل کو ہوتا ہے ہر وقت سکون
 علم و ہنر کی اس سے باتیں کرنا اچھا لگتا ہے



روتے روتے تیرائیوں مُسکانا اچھا لگتا ہے
 رُوٹھ کے مجھ سے پھرتیرا من جانا اچھا لگتا ہے
 کر کے محبت جذبوں میں بہہ جانا اچھا لگتا ہے
 شام ڈھلے پھر ساقی اور میخانہ اچھا لگتا ہے
 تیرے فراق میں غزلیں لکھ کر گانا اچھا لگتا ہے
 خود بھی تڑپنا تجھ کو بھی تڑپانا اچھا لگتا ہے
 آئینے میں بدلا بدلا چہرہ جانے ہے کس کا
 آئینے میں اب کے یہ بے گانا اچھا لگتا ہے
 سنجیدہ سنجیدہ غم ہے رنجیدہ رنجیدہ دل
 ایسے میں اے دل تجھ کو پہلانا اچھا لگتا ہے
 صحرا صحرا قیس سے ملکر جاعی خود ہی بول اٹھا
 میری صورت والا یہ دیوانہ اچھا لگتا ہے

فوس
مسک

ہنسی اُسکی ہے

وقت جس شوخ پہ آتا ہے ہنسی اُسکی ہے
 جس سے غم ہاتھ ملاتا ہے ہنسی اُسکی ہے
 سب کو ہنسنا نہیں آتا ہے حقیقت ہے یہی
 خود پہ ہنسنا جسے آتا ہے ہنسی اُسکی ہے
 بھول جاتے ہیں ہنسی دردِ جدائی میں بھی
 جس کو یہ درد رلاتا ہے ہنسی اُسکی ہے

محبّتوں کے مینا

نظر سے گر کے خود اپنی اُمٹھا نہیں جاتا
 خیال و خواب سے وہ واقعہ نہیں جاتا
 جو چرٹھ چکا ہے وفا کا نشہ نہیں جاتا
 جو دل کا حال ہے اب وہ کہا نہیں جاتا
 جنوں کا جذبہ جو ہے آدمی میں اے جاتھی
 محبتوں کے بنا تو جیسا نہیں جاتا

نصیبوں سے

ہے زندگی میں محبت یہاں نصیبوں سے
 ہے یوں بھی جشنِ مہر یہاں نصیبوں سے
 میسر آتی ہے راحت یہاں نصیبوں سے
 کسی کو ملتی ہے عزت یہاں نصیبوں سے
 یہ کامیابی کی لذت بھی آپ کو جا آئی
 ملے گی حسبِ ضرورت یہاں نصیبوں سے

گوشہ احباب

مُغنی تبسم

سراپا محبت ہیں مُغنی تبسم
 مجسم شرافت ہیں مُغنی تبسم
 مدیرِ حقیقت ہیں مُغنی تبسم
 رُخِ شعر و حکمت ہیں مُغنی تبسم
 بہت کم سخن ہیں یہ ہے اک حقیقت
 یہی اک حقیقت ہیں مُغنی تبسم
 بہت خوش لباسی میں مشہور ہیں یہ
 بڑے خوبصورت ہیں مُغنی تبسم
 نئے دور کے زورِ ایوانِ اردو
 ہماری ضرورت ہیں مُغنی تبسم
 یہ نقاد بھی ہیں مُحقق بھی ہیں یہ
 ادیبِ صداقت ہیں مُغنی تبسم
 ترقی پسندی سے آگے ہیں جامی
 سدا اہلِ جدت ہیں مُغنی تبسم

ہست و بود

(جمیل شیدائی کی شادی پر)

کہاں تک
یہ جہاں ٹہرا رہے گا
جہاں تک
آسماں ٹہرا رہے گا
مگر کیا
ساتھ اس کے اپنا گھر اپنا مکان ٹہرا رہے گا
یقیناً
زندگی کے درمیاں ٹہرا رہے گا
ابھی اس کے علاوہ
اک محبت کا نشان ٹہرا رہے گا
ہمارے اور تمہارے درمیاں
اک امتحاں ٹہرا رہے گا
مسل
داستاں در داستاں ٹہرا رہے گا
جہاں ٹہرا رہے گا

صالح سخن بھی ہے

احباب کے شمار میں صالح سخن بھی ہے
 مخصوص تین چار میں صالح سخن بھی ہے
 تحصیل افتخار میں صالح سخن بھی ہے
 دُنیلے اعتبار میں صالح سخن بھی ہے
 جو راستہ دکھاتا ہے ہر کاروان کو
 اِس وقت کے غبار میں صالح سخن بھی ہے
 جن کے سبب ہے آبرو فصل بہساری
 گلہائے روزگار میں صالح سخن بھی ہے
 اپنی جگہ وقار سے تنہا کھڑا ہوا
 اِس دورِ انتشار میں صالح سخن بھی ہے
 باقی ہے جس سے شانِ مرے رانچور کی
 یعنی مرے دیار میں صالح سخن بھی ہے
 یاروں کے کام آتا ہے جاتی وہ ہر گھڑی
 یارانِ طرہ دار میں صالح سخن بھی ہے

(نذرِ فدا حسین)

اُگ ہی اُگ ہے اِس بار ہوا کے گھر میں
پھیل جائے نہ کہیں حُسن و ادا کے گھر میں

لاکھ طوفان اُٹھے لاکھ ہی آندھی آئے
پھول کھلتے ہی رہے بادِ صبا کے گھر میں

بے وفائی نے تری جب بھی گرائی بجلی
اک دراڑ آئی ہے ہر بار وفا کے گھر میں

خیرِ مقدم کو فرشتے بھی کھڑے ہیں ہر سو
کون آیا ہے گنہگارِ خدا کے گھر میں

کوئی مظلوم خدا جانے کہاں چیخ پڑا
ایک بلبل سی مچی آج دعا کے گھر میں

آپ محفل تو سجالیجے موسیقی کی!
دل جلے آئیں گے پھر شعروِ نوا کے گھر میں

کیمپ والے بھی کبھی یاد کریں گے مجھ کو
یارِ جامی کوئی رہتا تھا فدا کے گھر میں

نہ فدا حسین میرا کلاس میٹ۔ راجلی بندہ انی کٹ ڈیم میں ملازمت کے دوران میں اسی کے ساتھ رہا کرتا تھا

ایک نظم حامد مجاز کے نام

جہاں انداز کیفی ہے
وہ ہے اس شہر کا مشہور تاریخی محلہ
نام جس کا کاچی گوڑہ ہے
مرے گھر سے بہت ہی دُور واقع ہے
جہاں حامد مجاز اپنا سہانا گھر بسائے ہے
کہاں ہل کالونی ہے اور کہاں یہ کاچی گوڑہ ہے
مگر یہ دُوریاں یہ فاصلے حائل نہ ہو پاتے
کیسے حامد مجاز و قادر و رحمن جاتی میں

وہی انداز کیفی ہے
وہی انداز کیفی کا حسیں مخصوص گوشہ ہے
وہی مخصوص ٹیبل ہے
وہی ہیں کُرسیاں ساری
مگر منشی نیا ہے
علاوہ اس کے بیرے بھی نئے ہیں
سنا ہے اس کا مالک بھی نیا ہے
فقط ہم ہی پُرانے ہیں

قریب و دُور جو ہو ٹل میں سارے ہم نشیں ہیں
 اُن کے چہروں سے یہ لگتا ہے
 مسائل سے پریشاں ہیں

وہی انداز کیفی ہے
 مری جانب ادھر حامد مجاز اور اُس طرف عباسؑ بھائی ہیں
 ہمارے ساتھ ہیں قادر بھی ناظر بھی
 قدیر انصاری بھی شامل ہے محفل میں
 (کبھی حامد مجاز آجاتے ہیں ہل کالونی ہمراہ منظر کے
 تو پھر ہم بیٹھتے ہیں میر کیفی میں)
 وہی ہے گفتگو بھی نابغہ اپنی
 کبھی شعروادب اور علم و فن
 تنقید بھی موضوعِ بحث ہے
 وہی سب روزمرہ کا قرینہ ہے
 وہی سب زندگانی کا تقاضہ ہے
 وہی ہے زندگی کی ساری سرگرمی

وہی ہم ہیں وہی انداز کیفی ہے
 وہی ہم ہیں وہی پھر میر کیفی ہے

وہی ہلچل پُرانی ہے
 وہی اپنی کہانی ہے
 کہ جیسے طنز کرتی زندگانی ہے
 یہ دنیا بھی پُرانی ہے مگر ہر دم سہانی ہے
 کہ جیسے تیز دریا کی روانی ہے
 نہیں رکتا کسی کے واسطے دریا
 یہ دریا زندگی کا تیز تر بہتا ہی رہتا ہے
 یہ دریا عمر بھر بہتا ہی رہتا ہے

۱۔ محمد عبدالقادر (قادر نادری)، الکٹریکل انجینئر جو میرے اور حامد مجاز کے مشترکہ دوست ہیں۔

۲۔ عباس بھائی۔ ہم دونوں کے مشترکہ دوست۔

۳۔ ناظر۔ پروفیسر سید سراج الدین ماہر اقبالیات کے چھوٹے بھائی اور ہمارے مشترکہ دوست۔
 ۴۔ قدیر انصاری (شاعر فتراک)، میرے شاگرد۔

۵۔ منظر الزماں قماں۔ جدید شارٹ اسٹوری رائٹر اور ناول نگار۔

۶۔ ”میر کیفے“۔ جہدی پلٹنم چورل ہے پر مشہور کیفے جو اب ”معراج کیفے“ کہلاتا ہے۔

دو غزل

(پروفیسر رحمت یوسف زئی صدر شعبہ اردو حیدرآباد دکن یونیورسٹی کے نام)

(۱)

سمجھا تھا سیدھا ہے خان
سب الٹا پلٹا ہے خان
دیکھو آنکھ کھلی رکھ کر
جگ سارا اندھا ہے خان
کس کو کس کو جھٹلائیں
سودا تو سودا ہے خان
شہرِ محبت میرا تو
سب دیکھا بھالا ہے خان
کس سے دل کی بات کہوں
کون یہاں اپنا ہے خان

شوخی تیری یاد آتی
جب بھی دل دھڑکا ہے خان
دروازے سب بند رکھو
چوروں کا کھٹکا ہے خان
لوگ بڑے گمراہ ہوتے
یہ تو ابھی بچہ ہے خان
جامعی کی تم بات سُنو
ایک وہی سچا ہے خان

(۲)

سپنا تو سپنا ہے خان
کب سپنا سچا ہے خان

سچ تو یہ ہے اُمں و بھی
پیار کی اک بھاشا ہے خان

جو سکھلاؤ بولے گا
پیٹ بڑا تو تا ہے خان

ہردن ہے اک اسکینڈل
ہردن اک گھپلا ہے خان

جس کو وزارت کہتے ہیں
اک بہتا دریا ہے خان

نام تو اس کا سورج ہے
اندھیارا پھیلا ہے خان

شہر میں ہے اک شاعر بھی
جس کا کچھ چرچا ہے خان

شہر میں اک شاطر بھی ہے
کپڑوں میں ننکا ہے خان

لگتا ہے اُس کے سر میں
چڑیا کا بھیجہ ہے خان

سچ کہتے ہو جہاں بھی
ہاں بھولا بھالا ہے خان

(ایک غزل پر وفیسر رحمت یوسف زئی کے نام،)

ہر سوا اک جھکڑا ہے خان
دُنیا اک جھکڑا ہے خان
مجھ میں اور اس دُنیا میں
جھکڑا ہی جھکڑا ہے خان

اس سے لوہا لینا ہے
وقت مگر تگڑا ہے خان
دُنیا عزت کرتی ہے
جو کچھ ہے کپڑا ہے خان
دوست کسے تو کہتا ہے
کس پر تو اکڑا ہے خان

چور تو اپنا نیتا ہے
یہ کس کو پکڑا ہے خان
جالا بُنتا رہتا ہے
ارماں اک مکڑا ہے خان
قدمیں سب سے اونچا ہے
اک لمبا لکڑا ہے خان

سونا ہاتھ آیا ہے جب
جامی کو رگڑا ہے خان

(ایک غزل میرے بھانجے عماد کے نام)

اب کیا سزا ہے بندہ بے دام کے لئے
 مجھ پر تمہارے پیار کے الزام کے لئے
 منظم گالیاں ہمیں دیتے ہیں روز و شب
 ہم رہ گئے ہیں آپ کی دشنام کے لئے
 ملت نہیں ہے خدمتِ خاموش کا صلہ
 تشہیر بھی ضروری ہے ہر کام کے لئے
 تھکنے کے بعد کوئی نہ پوچھے گا آپ کو
 کچھ وقت بھی ضروری ہے آرام کے لئے
 انجام کار کچھ بھی ہو اس کی نہیں ہے فکر
 کچھ لوگ کام کرتے ہیں بس کام کے لئے
 بگڑا ہے اتنا آپ کے میخانے کا نظام
 میخوار بے قرار ہیں اک جام کے لئے
 اپنی سلامتی بھی ہے جی آھی بٹی ہوئی
 کچھ صبح کے لئے ہے تو کچھ شام کے لئے

ڈاکٹر سید محی الدین ہادی صد شعبہ عربی انوار العلوم کالج
کی کتاب ”نقشِ تابندہ“ کی رسم اجرا پر

فی البدیہ قطعہ

آپ کی تحریر کا ہر نقش تابندہ رہے
آپ کا ہر قول ہر احساسِ دل زندہ رہے
ہادی بھائی یہ دُعا ہے اب مریٰ ہر حال میں
ہر مخالف آپ کا ہر بار شرمندہ رہے

سیجا

(ڈاکٹر راج بہادر گوڑ کے نام)

راج بہادر گوڑ

اک انساں ہے جس کے دل میں دُنیا بھر کا درد
دُنیا بھر کے انسانوں میں ہے مردوں کا مرد

راج بہادر گوڑ

ایک ادیب تحریروں میں جس کی ہے اک شان
جن کو پڑھ کر آجاتی ہے بے جانوں میں جان

راج بہادر گوڑ

اک لیڈر ہے جو بتلائے سیدھی سچی راہ
ہندو مسلم سکھ عیسائی سب سے اُس کی چاہ

راج بہادر گوڑ

اک نقاد جس کے قلم سے نکلے سچی بات
جس کی باتوں سے ہوتی ہے پھولوں کی برسات

راج بہادر گوڑ

ایک سیجا جس کے ہاتھوں چنگا ہو بیمار
قدرت کے ہاتھوں کا گویا اک عمدہ شہکار

ڈاکٹر حیدر خان

دل کے ماہر زندگی کے نور حیدر خان ہیں
 علمِ طب میں دُور تک مشہور حیدر خان ہیں
 حیدر آباد دکن کو اُن پہ جامی ناز ہے
 ساری دنیا میں بڑے دکتور حیدر خان ہیں

ڈاکٹر سید عبد المنان

جانِ اُردو کا سراپا ڈاکٹر منان ہیں
 شانِ اُردو کا سراپا ڈاکٹر منان ہیں
 ہر جگہ ان کی صدارت اس کا ہے بین ثبوت
 اُن اُردو کا سراپا ڈاکٹر منان ہیں

فخر و شانِ کج کلا ہی ڈاکٹر منان ہیں
 جرمِ اُردو کی گواہی ڈاکٹر منان ہیں
 ان کے دمِ خم سے فتوحاتِ زباں حاصل ہوئیں
 ایک اُردو کے سپاہی ڈاکٹر منان ہیں

ہے بھی اُردو کا ٹھکانا اپنے اردو ہال سے
 ان کا رشتہ ہے پرانا اپنے اردو ہال سے
 انجمن کی ہر ترقی کا سبب منان ہیں
 آج واقف ہے زمانہ اپنے اردو ہال سے

رضاءُ الحبّار

لفظ و معنیٰ ہیں رضاء الحبّار
 اک زماۂ ہیں رضاء الحبّار
 جنتے رہتے ہیں فسانے کیا کیا
 تانا بانا ہیں رضاء الحبّار



یوں ہی جند یوں میں بہا کرتے ہیں
 دل کے افسانے کہا کرتے ہیں
 پہلے رہتے تھے دکن میں اپنے
 اب کینیڈا میں رہا کرتے ہیں

ایم۔ ایف۔ حسین

خالق نے جس کو خلق کیا اہتمام سے
پھر اُس کا نام سوچ کا معیار ہو گیا
موتے قلم سے حُسن کا اظہار ہو گیا
واقف ہر اہل فکر ہوا اُس کے نام سے

جس شے کو اُس نے چھو لیا وہ نور بن گئی
برقِ تجلی بن گئی پھر طور بن گئی
تصویرِ زندگی ہوتی مشہور ہو گئی!
پھر رفتہ رفتہ حُسن پہ مغرور ہو گئی
فن اس کا صبح و شام لٹا عام ہو گیا
سارے جہاں میں اُس کا بڑا نام ہو گیا

جامی یہی مصوّر حُسن و جمال ہے!
جس کی ہر اک لکیر میں مخفی کمال ہے
جس کی نظر میں فن ہی فقط فرضِ عین ہے
نام اُس عظیم شخص کا ایم۔ ایف۔ حسین ہے

نظمیں

آزاد نظم

ازل تا ابد

(آمنہ رحمن جامی کے نام)

جب تمہیں دیکھا
مرے دل نے کہا
تم ہو حسین
تم ہو مرے دل کے قریں
کتنے یگ بیت گئے

پھر تمہیں دیکھا
تو یہ دل نے کہا
تم سے مرا رشتہ ہے
میں نے قرنوں سے تمہیں چاہا ہے

اور اسی بات پہ برسوں مرے دل نے سوچا
کئی اُمیدیں کئی خواب، حسین میرے خیال
تم سے وابستہ رہے
اور پھر کتنے ہی اٹھتے رہے رہ رہ کے سوال
جن سے دل ڈرتا رہا
کتنے یگ بیت گئے

اور اب میں نے تمہیں پایا ہے
 اور اب تم ہو مری جانِ وفا
 تم نے اب مجھ سے کہا چھپ چھپ کے
 تم نے بھی چاہا تھا، چھپ چھپ کے مجھے قنوں سے
 تم نے بھی میری تمنا کی تھی
 مجھ سے محبت کی تھی

اور اب پاکے تمہیں
 سوچ رہا ہوں میں یہ
 جانے یہ کون سا ٹیگ ہے جس میں
 قرن ہا قرن میں دو جسم ملے ہیں آکر
 جانے یہ کون سا ہے اپنا ملن

دنیا دنیا

یہ دنیا ایک دوزخ ہے

جہاں ہر آرزو جلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے
وفا کے نام میری آبرو جلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے
یہ دنیا کو بکو جلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے
یہ سب کچھ میرا حصہ ہے

یہ دنیا ایک جنت ہے

جہاں ہر دم
جنوں بھی آگہی معلوم ہوتا ہے
مرا غم بھی خوشی معلوم ہوتا ہے
سبھی کچھ زندگی معلوم ہوتا ہے
یہ سب کچھ تیرا حصہ ہے

جرم بے گنہی

نور کے دریچے سے
دیکھتا ہوں لوگوں کو
سب کے سب اندھیرے میں
ہو گئے ہیں گم جیسے

زندگی کی راہوں میں
موت جیسے حائل ہے
دل کی ہر تمتا کا
خون ہو رہا ہے یوں
ایک نا سمجھ بچہ
تتلیوں کو ہاتھوں سے
بے سبب مَسلتا ہے

ہر صلیبِ استادہ
ڈھونڈتی ہے عیسیٰ کو
بے گناہ میں بھی ہوں
میں بھی سچ کا مجرم ہوں

بالواسطہ رشتہ

تم بھی خواہ ہو میرے
 مجھے تسلیم مگر
 تم یہ کیا کرتے ہو انجانے میں
 اُس سے تم ملتے ہو
 میں جس سے گریزاں ہوں بہت
 جان کر تم کو بھی خواہ مرا
 وہ تمہیں اور بھی نزدیک بُلا لیتا ہے
 اور تم اندھی عقیدت میں چلے جاتے ہو
 یہ بھی سچ ہے کہ فقط میری محبت میں چلے جاتے ہو

اور وہ تم سے بڑے چاؤ سے

ہر بات مری پوچھتا ہے

اور تم اُس کو ہر اک بات بتا دیتے ہو

اور پھر اُس کے عوض

کوئی شکوئی نہا پیغام نیا لے کے چلے آتے ہو

تم کو کیا علم (کہ تم سادہ ہو)

اُس کا یہ مشغلہ برسوں سے ہے

اور اب تک ہے

جان کر تم کو بھی خواہ مرا

وہ تمہیں اور بھی نزدیک بُلا لیتا ہے

اُس سے بالواسطہ اک رشتہ ہے

جہانِ نو

نقش و نگارِ لوح و قلم
 زندگی کا غم
 تحریرِ بیش و کم
 لکھا ہوا کچھ اور ہے
 لکھنا ہے ہم کو اور
 کچھ تم بھی لکھو
 میں بھی لکھوں
 قصہٴ حیات
 تم حسنِ شش جہات
 میں عشقِ باثبات
 تقدیرِ کائنات
 تم ساتھ دو اور اپنی زباں سے کہو کہ ”ہاں“
 (گر تم ہو مہرباں)
 آؤ بچھائیں اپنی بساطِ جہانِ نو
 لو دیکھ لو سلگ اٹھی کتنے دلوں کی نو

میرے نغمے

میں اُن نغموں کا خالق ہوں
 جنگل جنگل جن کو اب تک گاتا آیا
 ”صدیوں“ سے ہر ایک گڈ ریا
 گاتا آیا بستی بستی پیار کی دُھن پر
 شہروں شہروں سارا زمانہ

نطق سے میرے
 جو آواز بھی نکلی اب تک
 سیدھی سچی کھٹی کڑوی
 ایک امانت جان کے میں نے
 لفظوں کے پیکر دے دے کر
 آج اس قابل کر ڈالا ہے
 اب خود آنکھ ملا کر مجھ سے
 ایک اک نغمہ پوچھ رہا ہے
 شہرت پا کر
 کیا تم ہی خالق ہو میرے
 ایک اک نغمہ پوچھ رہا ہے

شکستِ خواب

کوچہ شوق میں

آوارہ

تمنائیں تھیں

اور کب سے درِ مقصود تھا بند

دیر تک دلِ مرا

زنجیر ہلاتا ہی رہا

اور پھر دے کے صدا

منتظر تھا کہ کھلے گا وہ دریچہ

جس سے

جھانک کر کوئی مجھے دیکھے گا

اور پہچان کے پھر مجھ کو بلالے گا قریں

اُس نے آواز سُنی
 اور درِ مقصود کھلا
 اور پھر پھیل گئی
 لمحہ بھر کے لئے نادیدہ مسرت کی ضیاء
 دیپ جلتا رہا ارمانوں کا شعلہ شعلہ
 یوں ہی روشن رہا امید کا کمرہ کچھ دیر

پھر یکایک یونہی در آیا اسی کمرے میں
 درد کا سایہ جراحات کا لبادہ اوڑھے
 بچھ گیا دیپ تو پھر آنکھ کھلی
 خواب ٹوٹا تو میں پھر تنہا تھا
 اور اب خوف زدہ ہونکتے اندھیاروں میں
 میری ناکام تمناؤں کا دم گھٹتا ہے

نشانِ بے نشان

جہانِ اقدار کو
تھا میرا انتظار تھا
زمین کو آسمان کو
یقین کو گمان کو
خیال کے جہان کو
حقیقتوں کی آن کو
مگر میں سب سے دُور تھا

میں وہ ہوں
جس کو آج تک
نشاں کبھی کہا گیا
جو منزلوں کا حُسن ہے
وہ راستی کہا گیا
کہیں خدا کا آدمی
کہیں خودی کہا گیا
مگر میں بے قصور تھا
حقیقتوں سے دُور تھا
جو اپنی ہی لڑائی میں
اَنَا سے چُور چُور تھا

بندھن ٹوٹ سکتے ہیں

بلندی پر ہماری بھی نظر ہے
 بلندی اس زمیں کی آسماں پر ہے
 اڑیں کیسے، ہمارے پر بندھے ہیں
 تمہاری مُسکراہٹ کہہ رہی ہے
 ہمارے پاؤں میں زنجیر ہے
 ہم چل نہیں سکتے
 تمہاری عین خواہش ہے
 کہ ہم حد سے گزر جائیں
 ہو کوئی حادثہ ایسا
 ہمارے پر بکھر جائیں
 عدو سے ہم بھی ڈر جائیں
 مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور ہے
 ہم ملک کی تقدیر کہلا لیں
 وفا کے کارواں کے میر کہلا لیں
 سنو یہ جُنُبِشِ پیہم سے بندھن ٹوٹ سکتے ہیں
 مسلسل آتشِ جان سے بچھل سکتی ہیں زنجیریں
 کہ اک دن قید سے یہ سارے قیدی چھوٹ سکتے ہیں

فکرِ رائیگاں

خیالوں کا سورج
 تمازت سے اپنی ہی جل بجھ گیا ہے
 مرے ذہن و دل پر کوئی بوجھ سا ہے
 حقیقت کو پا کر
 اچانک مری سوچ کی کہکشاں ٹوٹتی ہے
 مری سادہ لوحی حقیقت سے کیوں آشنا ہے
 میں کیوں سوچتا ہوں
 یہ اچھا ہے اور یہ بُرا ہے

ہزاروں برس سے یہی ہو رہا ہے
 تماشہ نیا اک تماشہ
 تماشہ تو ہم آپ سب دیکھتے ہیں
 مگر کس کو فرصت ہے یہ سوچنے کی
 کہ کیا ہو رہا ہے
 مگر کس میں جرأت ہے یہ بولنے کی
 جو کچھ ہو رہا ہے غلط ہو رہا ہے
 مگر مجھ کو عادت سی ہے سوچنے کی
 مرے سوچنے کی بھی عادت بُری ہے

سیلاب

سرسرا تے نفس

کیکپا تے بدن

احتیاطوں کے مابین نیکی بدی

اک مسلسل جھڑی جیسے برسات کی

گرم احساس کا مینہ برستا ہوا

ایک دریا اُٹتا ہوا ہر طرف

تند جذبات کا

بند ٹوٹا تو سارا تقدس

نہ جانے کدھر بہ گیا

آدمی آخرش آدمی رہ گیا

آدمی ! آدمی ہے فرشتہ نہیں

دل

ان کی
ان کی
باتیں
سن کر

کب سے ہے
دکھیا دل
تیری خاطر
اس دنیا میں
اب تک ہے
بے چارہ دل

دھڑکن ہی کا
نام اگر ہے
دل تو
اس کو کیا کہیے
ورنہ

تیری باتوں سے ہے
بالکل
پارہ پارہ دل

دستکِ درد

نیم شب
 دل کے دروں خانے پر
 دستکِ درد ہوئی
 درِ احساس کھلا
 درد سے درد ملا
 صرف تنفس کی صدا
 ایک سیلابِ بلا
 قرب کے بعد مجدائی کا گلہ
 پچھلی شب بول اٹھا سناٹا
 اور پھر دل کے دروں خانے کا
 بند ہوا دروازہ

لمحوں کی قید

وقت مرے آگے پیچھے ہے

میں لمحوں کی بھیر میں گویا

پھنس سا گیا ہوں

تھک سا گیا ہوں ،

ماہ و سال کا لمبا رستہ طے کرنا ہے

سانس میری پھول چکی ہیں

وقت مرے آگے پیچھے ہے

میں قیدی ہوں

زیست کا زنداں کب سے کھلا ہے

ارمانوں کی زنجیروں میں کس کر مجھ کو

لمحوں کو تگران بنا کر

گلیوں ، کوچوں ، بازاروں ، شہروں میں لا کر

وقت نے مجھ کو چھوڑ دیا ہے

بھاگوں بھی تو

بھاگ کے لیکن جاؤں کہاں ہیں

کون سہارا دے گا مجھ کو

گلیوں کوچوں بازاروں میں

اب تو

میری طرح سب ہی قیدی ہیں

تماشا

جب کبھی مجھ پہ گزرتی ہے !
 تماشا میں ہوں
 جب کبھی تم پہ گزرتی ہے !
 تماشا تم ہو

اور اسی طرح سے باری باری
 اس بھرے شہر میں ہم دونوں بھی
 ایک دوجے کے تماشا بنائے ہیں

سر ساحل

سر ساحل سہانی دھوپ بجھری ہے
 کئی اجسامِ مرد و زن
 سنہری ریت پر لیٹے ہوئے ہیں
 کس قدر بے باک ہیں اک دوسرے سے
 میں ان سے دور بیٹھا
 فکر میں ڈوبا ہوا ہوں
 سنہری ریت پر کچھ لکھ رہا ہوں
 کئی اندیشہ ہائے روز و شب کو
 انگلیوں کی زد میں لا کر
 یہ سمجھتا ہوں کہ چھٹکارہ ملا ہے
 مگر پھر سوچتا ہوں میں
 یہ عُریاں جسم کتنے نامناسب
 کتنے لاغر کتنے بھدے ہیں

مگر یہ جسم جب پوشاک میں ملتے ہیں
 کتنے باحیا شرمیلے ہوتے ہیں
 (تمنا کی حدوں سے دُور کوئی بھی نہیں جاتا)
 سرِ ساحل یہ بالکل اور ہوتے ہیں
 انہی اجسامِ مرد و زن سے
 جب میں شہر میں ملتا ہوں
 بازاروں میں بزمِ رنگ و بو میں
 کچھ الگ ہی طور ہوتے ہیں
 ہوئے ہوں جیسے یہ پیدا ہی اپنے پیرہن کے ساتھ

سرِ ساحل چمکتی دھوپ میں
 میں ان کے احساسات سے مل کر
 دماغ و دل سمجھی کو چھو کے آیا ہوں
 بہر صورت یہ سارے جسمِ ننگے ہیں

ذرا نغم ہو تو یہ مٹی

سُلاکتے ہونٹوں کی تشنگی سے کوئی نہ پوچھے
 کہ ان میں کب سے تری نہیں ہے
 خموش آنکھوں کی جھیل میں
 کب سے آنسوؤں کی جھری نہیں ہے
 صراحی کی یہ حسیں گردن کی آبرو بھی
 جھکی نہیں حلق آگہی میں
 کہ خونِ دل سے
 رگِ حمیت کی خشک نالی بھری نہیں ہے
 زباں سے کہہ دو
 کہ خانہٴ دل میں
 آج تک ابتری نہیں ہے
 زمین کب تک نمی کو تر سے
 کہیں سے کوئی تو ابر اٹھے
 کبھی تو بر سے کہیں تو بر سے
 یہ آس اب تک مری نہیں ہے

آواز

اٹھا کر محبت کے گلبھیر سا گر میں
اک اور طوفاں

بہت دیر سے زندگی کے تہوج میں
مصروف ہوں میں

بہت دُور سے کوئی آواز
کچھ جانی پہچانی آواز آنے لگی ہے
جیسے کانوں میں میرے
کوئی راز کی بات ہی کہہ رہی ہے

سنو! اس طرح تم محبت کو رسوا نہ کرنا
زمانے کے آگے کبھی اپنا سر خم خدا را نہ کرنا
اگر تم ذرا سی کوئی بات بھی آئینے سے کہو گے

تو سمجھو کہ تم خود ہی مجرم ہو
 اور جرم پر جرم کرتے چلے جا رہے ہو
 مگر اس پہ پردے پڑے ہیں
 محبت کے پردے، مروت کے پردے، عقیدت کے پردے
 اور ان سب کے اوپرِ دامنِ مصلحت کی
 وہ آواز اب تک جو تھی دُور مجھ سے قریب آگئی ہے
 بہت ہی قریب آگئی ہے
 اور پھر مجھ کو ایسا لگا
 یہ تو میری ہی آواز ہے مجھ سے ٹکرا گئی ہے

تاریخ

نہ جانے کتنے ہی لوگ آ آ کے
اپنی اپنی زباں میں اپنے کمال فن کے
نشان دے کر
فسانے کہہ کر گزر گئے ہیں
نہ جانے کتنے زمانے بیتے
اور اب یہ تاریخ کے دھندلے
دکھارہے ہیں سنبھل سنبھل کے
اک اپنی عظمت کے نقش ہم کو

میں سوچتا ہوں
کہ ساری تاریخ اک کھنڈر ہے
ہمارے ماضی کی رفعتوں کا
ہمارے ماضی کی عظمتوں کا
وہ جس کے غم میں ہر ایک انساں
بے فیض فکر و نظر خود اپنے ہی حال سے آج بے خبر ہے

مُعَرَّاتُ نَظْمٍ

نروان

میں پیار کی آگ میں جلا ہوں
 ہے میرے من میں گنوں کی آگنی
 تمہاری یادوں کی سرسراتی
 یوں چلی ہے جو ٹھنڈی ٹھنڈی
 تو من کی آستائیں جاگ اٹھیں
 میں جیسے پھر تم کو پا گیا ہوں
 میں اپنی ہر ایک کلپنا کو
 تمہارا ہی نام دے چکا ہوں
 اور آج اتنا ہی جانتا ہوں
 جو تم نہیں ہو تو میں ہی میں ہوں
 تمہیں جو کھویا تو خود کو پایا
 کہ مجھ کو جیون نیا ملا ہے
 میں آج اپنا ہی دیتا ہوں

وطن لوٹنے کے بعد

یادوں کے میلے میں کب سے گھوم رہا ہوں
شہرِ وفا کی راہوں میں کب سے تنہا ہوں
لمحہ لمحہ دل کا درپن ٹوٹ رہا ہے
لمحہ لمحہ تیسرا دامن چھوٹ رہا ہے

رنگ و بو کی وادی میں جو لوگ ملے ہیں
وہ بھی میری صورت تنہا گھوم رہے ہیں
اپنے اپنے چہروں کو ہاتھوں سے چھپائے
اپنے ہی سائے کے تعاقب میں حیراں ہیں
اپنی ہی آواز کے پیچھے سرگرداں ہیں
جسم سے اپنے بے پروا ہیں سب ہی سائے

جسم کی بھٹی جل کر خود ہی سرد ہوئی ہے
گہری سُرخِ گہری سیاہی گڈمڈسی ہے
یہ جو آنکھوں کے آگے کی ویرانی ہے
یہ تو تیری میری اپنی ہی بستی ہے
اس بستی کے ویرانوں میں گھوم رہا ہوں
تو جو نہیں ہے میں ہر سو بکھرا بکھرا ہوں

ماحول

زندگانی کس قدر مصروف ہے
 بات کرنے کی بھی تو فرصت نہیں
 میری وحشت کا یہ عالم بھی ہے خوب
 جس کو دنیا دیکھ کر حیران ہے
 ہو گیا سورج تمنا کا غروب
 اب توجہ آپ کی بے سود ہے
 زندگی بھی اب کسے مقصود ہے
 ہو گئے ہیں سب کے سب پتھر قلوب
 اب یہ وحشت بھی مجھے وحشت نہیں
 اب تو رسوائی بہت معروف ہے
 ہر قدم پر اب حسیں صدمات ہیں
 زندگانی کے عجب حالات ہیں

بولتی آنکھیں

اجنبی بن کے مجھ کو نہ دیکھو
مجھ سے مل کر کسی روز پرکھو
جب ضرورت پڑے مجھ کو برتو
اور تم بھی کبھی مجھ کو سوچو
میں تمہیں روز و شب سوچتا ہوں

غیر سمجھا نہیں میں نے تم کو
تم بھی مجھ کو نہ یوں غیر سمجھو
میری خواہش کا یہ رخ بھی دیکھو
جب بھی سوچو تو مجھ ہی کو سوچو
مجھ کو سوچو مجھی سے چھپاؤ

رات بھر تم نے سوچا ہے جو بھی
میرے بارے میں ہر بات خود ہی
صبح آنکھیں تمہاری بتا دیں
سارے پردوں کو خود ہی اٹھا دیں

شاید پھر اس طرف سے ہمارا گزرنہ ہو

یو اے ای میں مقیم اُن بے شمار ہندوستانیوں اور
پاکستانیوں کے نام جو وہاں اردو کا پرچم بلند
کئے ہوئے ہیں۔

عجائب و شامیہ کی ہواؤ ذرا تھمو
العیین کی دُستی کی فضاؤ ذرا سُنو
اچھی طرح سے ہم کو پھیرا کر بار دیکھو
شاید پھر اس طرف سے ہمارا گزرنہ ہو

اتنا حسین اتنا دل آویز و دلربا
ممکن ہے اسکے بعد دوبارہ سفر نہ ہو
اردو کی شاعری سے یہ بڑا و پیار کا
ممکن ہے کیسے قلب پہ اسکا اثر نہ ہو

اَلْهَيْرُ وَالْوَمَسْتُ رُوِجُورٌ خَوْشٌ رَهُو
 یہ میزبانیاں یہ تمہاری لگاؤ میں
 شیرینی زبیاں کی مسلسل گھلاؤ میں
 جب یاد آئیں گی ہمیں تڑپا تنگی بہت
 خوابوں سے بھر جگا تنگی یہ نرم آہ میں
 یہ شوخ ہتھیے یہ خسپیں مسکراہٹ میں

العین کی دُہئی کی فضاؤ ذرا سُنو
 عجمان و شارحہ کی ہواؤ ذرا تھمو
 اچھی طرح سے ہم کو بھراک بار دیکھ لو
 شاید پھر اس طرف سے ہمارا گزر نہ ہو

سناٹا

یہ جانی پہچانی راہیں
 انجانی بیگانی راہیں
 میرے قدم جن پر پڑتے ہیں
 بھیر لگی ہے اور راہوں میں
 شور قیامت کا برپا ہے
 سب کو اپنی اپنی پڑی ہے
 ایسے میں کوئی دیوانہ
 آکر مجھ سے یوں کہتا ہے
 شہر میں کتنا سناٹا ہے

قومی تنظیمیں

ہندوستان ہمارا ہے (آزادی کی گولڈن جوبلی پر)

آب آنکھوں کا یہ تارا ہے
یہ ہندوستان ہمارا ہے
یہ دنیا بھر میں نیا رہا ہے
یہ ہندوستان ہمارا ہے

یہ کتنا پیارا پیارا ہے
یہ ہندوستان ہمارا ہے

کچھ آدھی صدی پہلے تک بھی
اس دیں میں اپنے غلامی تھی
سب خواب ہمارے زخمی تھے
ہر مقصد میں ناکامی تھی

آب دیں یہ کتنا پیارا ہے
یہ ہندوستان ہمارا ہے

ہاں چھینی ہم نے آزادی
پھر انگریزوں کے ہاتھوں سے
ہتھیارا ہنسنا تھا اپنا
پھر بھوت بھگایا باتوں سے

آب دیں یہ کتنا پیارا ہے
یہ ہندوستان ہمارا ہے

پھر آزادی کا دیپ جلا
پھر اپنا وطن آزاد ہوا
پھر گاندھی نہرو کا چرچا
اب ہندوستان میں گھر گھر تھا

اب دیس یہ کتنا پیارا ہے
یہ ہندوستان ہمارا ہے

پھر مولانا آزاد نے بھی
تعلیم کو ہر سو پھیلایا
تعلیم کو پا کر کچھ ہم میں
جینے کا سلیقہ بھی آیا

اب دیس یہ کتنا پیارا ہے
یہ ہندوستان ہمارا ہے

پھر چین سے اپنی جنگ ہوئی
یہ دیکھ کے دنیا دنگ ہوئی
اخلاق میں دشمن ہا گیا
اک دنیا اپنے سنگ ہوئی

اب دیس یہ کتنا پیارا ہے
یہ ہندوستان ہمارا ہے

ہم مشرق کے سوداچی ہیں
 اب مغرب کو سر کرنا ہے
 یوں پیارے اپنے دشمن کے
 اب دل میں بھی گھر کرنا ہے

اب دیس یہ کتنا پیارا ہے
 یہ ہندوستان ہمارا ہے

جب محنت کی ہے کانوں نے
 تو آئی ہر سو ہریالی
 پھر دھیرے دھیر بھارت میں
 اب چھلنے لگی ہے خوشحالی

اب دیس یہ کتنا پیارا ہے
 یہ ہندوستان ہمارا ہے

پھر فیکٹریوں میں شور مٹا
 پھر مزدوروں کا زور مٹا
 پھر ملک ترقی کرنے لگا
 پھر آدمی محنت خور مٹا

اب دیس یہ کتنا پیارا ہے
 یہ ہندوستان ہمارا ہے

پھر ہر دفتر میں رشوت تھی
پھر دیش پہ کالی گھٹا چھائی
پھر شخصی حکومت کے آگے
پھر جمہوریت جیت گئی

آبِ دِیسِ یہ کتنا پیارا ہے
یہ ہندوستان ہمارا ہے

ہم اہلِ محبت ہیں جِساتی
ہم کو نہ کسی سے ڈرنا ہے
جینا ہے محبت کی خاطر
آبِ اس کی خاطر مرنا ہے

آبِ دِیسِ یہ کتنا پیارا ہے
یہ ہندوستان ہمارا ہے

ہر کام مثالی ہے اپنا
ہر کام سے دنیا بھی خوش ہے
ہر غیر ہوا ہے آبِ اپنا
آبِ اپنا پر لیا بھی خوش ہے

آبِ دِیسِ یہ کتنا پیارا ہے
یہ ہندوستان ہمارا ہے

تلقینؑ

(بابری مسجد کی شہادت پر)

چھ دسمبر ہو گیا ہے ہند کا یوم سیاہ
رام سیوک بھول بیٹھے رام کے اخلاق آہ
بابری مسجد کو ڈھا کر کر لیا ایسا گناہ
ہو گئیں انسانیت کی ساری قدریں ہی تباہ

زندگانی ہو گئی ہندوستان میں بے امین
اے مرے دل صبر اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

جو اہنسا کے پجاری تھے وہ قاتل ہو گئے
رہنما جو تھے وہی گمراہ متزل ہو گئے
نام پر امرت کے سب زہر بلا ہل ہو گئے
وہ جو طوفاں سے بچے تھے غرقِ ساحل ہو گئے

ہیں ہمارے درمیاں کچھ لوگ شیطانِ لعین
اے مرے دل صبر اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

کچھ یہاں کم ذات ہیں کچھ لوگ اعلیٰ ذات ہیں
جو ملاتے ہیں انھیں وہ تو ہمارے ہاتھ ہیں
ایسے بے گھر بھی ہیں جتنے گھر یہاں فُٹا تھ ہیں
ہم ہزاروں سال سے اک دوسرے کیساتھ ہیں

چند ناداں کہہ رہے ہیں یہ نہیں میری زمین
اے مرے دل صبر اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

میں مسلمان ہوں مرا بھی حق ہے ہندوؤں پر
 منحصر ہے ایک انسان دوسرا انسان پر
 زندگی قائم ہے یوں بھی عہد پر پیمان پر
 اب یہاں جینا ہے دو بھرتنگی ہے جان پر

آئے گا اک دن مرا بھی اسکا ہے مجھ کو یقین
 اے مرے دل صبر اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

بھائی چارے کی ہمیشہ تو بھی میرا ساتھ ہے !
 سکھ بھی عیسائی بھی ہے ہند بھی میرا ساتھ ہے
 ہر قدم پر پیار کی خوشبو بھی میرا ساتھ ہے !
 حق کا گرا سا تھی ہے تو بھی تو بھی میرا ساتھ ہے !

میں نے یہ مانا کہ کچھ ناداں ہیں میرے ہم نشین
 اے مرے دل صبر اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

وقت ہے ہم پر پڑا تو ہے ہمارا اے خدا
 کر رہے ہیں ہم مصیبت میں گزرا اے خدا
 اور تو کب تک کریگا یہ نظارا اے خدا
 اب فقط اک ہم کو ہے تیرا سہارا اے خدا

لطف کر ہم پر برائے رحمت اللعالمین
 اے مرے دل صبر اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

ہے کشمیر ہمارا

منزل ہے قریں ہم سے بہت دُور نہیں ہے
کیا تیرگی شب کے لئے تو رہیں ہے
ویسے تو آنشے میں کوئی محمور نہیں ہے
تقسیم وطن اب ہمیں منظور نہیں ہے

بھاری ہے جوانوں پہ ہر اک پیر ہمارا
کشمیر ہے کشمیر ہے کشمیر ہمارا

کشمیر ہے اک اپنی محبت کا سہارا
کشمیر ہے اک حسن مجسم کا اشارہ
کشمیر ہے اک جھیل کا پر کیف نظارہ
کشمیر ہے اک آج میرے درد کا چارہ

ہے سینہ دشمن کے لئے تیر ہمارا
کشمیر ہے کشمیر ہے کشمیر ہمارا

کشمیر سے وابستہ ہے یہ زندہ حقیقت
 کشمیر سے ہر حال میں ہے ہم کو محبت
 کشمیر سے ہے ہند میں اسلام کی عظمت
 کشمیر سے پوری ہوتی تکمیل کی صورت

اس قافلہٴ زیست کا ہے میر ہمارا
 کشمیر ہے کشمیر ہے کشمیر ہمارا

کشمیر ہمارے لئے ہے صورت تصویر
 کشمیر ہمارے لئے ہے پیار کی تفسیر
 کشمیر سے وابستہ ہے اس ملک کی تقدیر
 کشمیر ہے اب خون سے لکھی ہوئی تحریر

کشمیر ہے اب خواب کی تعبیر ہمارا
 کشمیر ہے کشمیر ہے کشمیر ہمارا

پایند نظمیں

نغمہ یک جہتی

یہی تو ہے ہم سب کی جان یہ ہے اپنا ہندوستان
اس میں بستے ہیں انسان یہ ہے اپنا ہندوستان

ہندو بھی مسلم بھی ہیں، سکھ بھی ہیں عیسائی بھی
ظاہر میں ہیں غیر مگر آپس میں ہیں بھائی بھی
اس میں ہے ہم سب کی شان
یہ ہے اپنا ہندوستان

اُتر دکن سے لے کر پورب پچھم تک ہیں ایک
بھارت و اسی جو بھی ہیں سارے اچھے سارے نیک
سیدھے سادھے ہیں انسان
یہ ہے اپنا ہندوستان

کھونے والے کب ہیں ہم اس دنیا کے میلے میں
 ہم کب ہیں پہننے والے انسانوں کے ریلے میں
 رکھتے ہیں اپنی پہچان
 یہ ہے اپنا ہندوستان

سب سے الگ اور سب سے جدا اپنے جینے کا ڈھب ہے
 پیار ہمارا مسلک ہے پیار ہمارا مذہب ہے
 سچائی اپنا ایمان
 یہ ہے اپنا ہندوستان

بلندی

زمیں و آسماں کے درمیاں ہوں
 زمیں پر رہ کے پھر بھی آسماں ہوں
 یہ دنیا اب مراد م بھر رہی ہے
 مجھے پانے کی کوشش کر رہی ہے
 مگر میں اس سے اونچا ہو گیا ہوں
 اسے اچھی طرح پہچانتا ہوں
 خرد کا وار سہتا جا رہا ہوں
 جنوں کی بات کہتا جا رہا ہوں

اندیشہ

یہ حسیں جسم یہ چاندی سا بدن
 ریشمیں گیسو، یہ نازک گردن
 لمبی پلکوں کے گھنیرے سائے
 مت آنکھوں سے چھلکتی ہوئی مئے
 چہرہ اک شوخ سی رومانی کتاب
 حشر اٹھاتا ہوا سینے کا شباب
 ظلم اس طرح نہ ڈھاؤ سچ کر
 تم سب راہ نہ آؤ سچ کر
 دیکھ کر تم کو ٹہر جائیں گے لوگ
 قاتل ہو جائیں گے مرجائیں گے لوگ

رُبا عیادت



ہر شخص یہی سوچ رہا ہے اب تو
اس راہ میں وہ راہنما ہے اب تو
رہزن بھی ہے حیران کہ یہ روپ ہے کیا
رہبر ہے کہ رہزن سے سوا ہے اب تو



نغمہ کیا چیز ہے ترنم کیا ہے
اُبھرا ہوا اک غم ہے تلاطم کیا ہے
اک طنز ہے زندگی یہ ورنہ جامی
روتے ہوئے چہروں کا تبسم کیا ہے



اس دور میں کمزور ہے سچائی بہت
ہر جھوٹ کی ہوتی ہے پذیرائی بہت
اب ہو تو علارج اس کا بھلا کیسے ہو
دشمن ہی یہاں بھائی کے ہیں بھائی بہت

اِس دُور کا انسان بہت سستا ہے
ہندو کو مسلمان بہت سستا ہے
بازار میں ہر چیز گراں ہے لیکن
افسوس کہ ایمان بہت سستا ہے



اللہ کے بندوں کو ستانے والو
معصوموں کو سولی پہ چڑھانے والو
مظلوم کی خالی نہیں جاتیں آپیں
بس یاد رہے اتنا زمانے والو



مجبور کو مختار بنانے والے
مغرور کو زردار بنانے والے
ہم لوگ کھلونے ہیں ترے کھیلتا جا
مزدور کو غمخوار بنانے والے



تقدیر کے ہاتھوں میں کھلونا ہم ہیں
تدبیر کی ناکامی کا رونا ہم ہیں !
ہم لوگ بھی اک روز نمایاں ہونگے
مٹی میں چھپایا ہوا سونا ہم ہیں !

آسان نہیں بوجھ و فاکا ڈھونا
 دشوار بھی ہے درد کا آسان ہونا
 معلوم تو ہو جاتی ہے چہرے کی ہنسی
 محسوس کہاں ہوتا ہے دل کا رونا



افلاس کسے کہتے ہیں معلوم کرو
 وِشوا کس کسے کہتے ہیں معلوم کرو
 اس دور میں بے آبرو بھینے والو
 احساس کسے کہتے ہیں معلوم کرو



اقرار بھی تکذیب سے وابستہ ہے
 تحسین بھی تا دیب سے وابستہ ہے
 تدبیر سے تقدیر بنا لو جا آئی
 تعمیر بھی تخریب سے وابستہ ہے



تحریر سے تصویر بھی بن جاتی ہے
 تصویر سے تفسیر بھی بن جاتی ہے
 جرات ہے تو ہر کام ہے آسان یہاں
 تدبیر سے تقدیر بھی بن جاتی ہے

گوشه فلسطین

مسلمان دنیا کے سب متحد ہوں

(فلسطین کے پس منظر میں)

جو انسان ہیں منتخب متحد ہوں
ذرا اہل عیش و طرب متحد ہوں
ہیں اہل نظر با ادب متحد ہوں
محبت کا رکھ کر سبب متحد ہوں

جو اب تک نہیں تھے وہ اب متحد ہوں
عجم کے علاوہ عرب متحد ہوں
مسلمان دنیا کے سب متحد ہوں

زیریں ایک تو آسماں ایک ہوگا
محبت میں نام و نشاں ایک ہوگا
ہمارا تمہارا بیاں ایک ہوگا
حقیقت میں سارا جہاں ایک ہوگا

یہ ممکن تو ہے ہم بھی جب متحد ہوں
عجم کے علاوہ عرب متحد ہوں
مسلمان دنیا کے سب متحد ہوں

ہماری خرد کا صلہ بھی ملے گا
 ہمیں پاسِ حد کا صلہ بھی ملے گا
 گناہوں کے رد کا صلہ بھی ملے گا
 خود اپنی مدد کا صلہ بھی ملے گا

یہ ممکن ہے اہل طلبِ متحد ہوں
 عجم کے علاوہ عربِ متحد ہوں
 مسلمان سب دنیا کے متحد ہوں

مقصد میں کامیاب فلسطین اب کے ہو

مقصد میں کامیاب فلسطین اب کے ہو
اس کے رخِ حیات کی تیز ترین اب کے ہو
اس کی قدم قدم پہ نہ تو ہین اب کے ہو
اس کی خوشی میں نعرہ تحسین اب کے ہو

مانگوں دُعا تو صورتِ آئین اب کے ہو
فرہاد کے نصیب میں شیریں اب کے ہو
عدے یہود کر کے مُکھ جائے گا سدا
ظاہر میں وہ عروب سے ڈر جائے گا سدا
پھر جھوٹ کی حدوں سے گزر جائے گا سدا
ساتے میں امریکہ کے سنور جائے گا سدا

سامانِ لطف و راحتِ مسکین اب کے ہو
مقصد میں کامیاب فلسطین اب کے ہو
اہلِ فلسطین اب بھی ہیں اپنے وطن سے دُور
صحرا میں بیت جائے نہ صحنِ چمن سے دُور
رہ جائیں ان کے بچے نہ پھر علم و فن سے دُور
ہو جائے دل کی بات نہ اہلِ سخن سے دُور

اُن کی ہر ایک بات کی تحسین اب کے ہو
مقصد میں کامیاب فلسطین اب کے ہو

ہمراہ آج بُش کے کلنٹن ہوا تو کیا
 برطانیہ بھی راہ کی آرچن ہوا تو کیا
 صیہونیت کے ہاتھ میں دامن ہوا تو کیا
 ”اقوام متحدہ“ پس دشمن ہوا تو کیا

مل کر رہے گا حق بھی فلسطین کا یہاں
 سماں بھی ہوگا روح کی تسکین کا یہاں

فلسطین زندہ باد

(مخمس)

ہے میرا نام فلسطین، میں شجاعت ہوں

ہے میرے نام سے وابستہ جراتِ دنیا

ہے میرے نام سے وابستہ عظمتِ دنیا

ہے میرے نام سے وابستہ غیرتِ دنیا

ہے میرا نام فلسطین، میں صداقت ہوں

ہے میرا نام فلسطین، میں بشارت ہوں

وجود میرا ہے اسلام کی حمایت سے

عدو ہے خوف زدہ آج میری طاقت سے

جہاں میں امن رہے گا مری حکومت سے

ہے میرا نام فلسطین، میں صیانت ہوں

ہے میرا نام فلسطین، میں فضیلت ہوں

اٹھو اٹھو کہ فلسطین زندہ باد کہو!

چلو چلو کہ فلسطین زندہ باد کہو!

بڑھو بڑھو کہ فلسطین زندہ باد کہو!

ہے میرا نام فلسطین، میں حکومت ہوں

ہے میرا نام فلسطین، خوبصورت ہوں

نگاہ سب کی لگی ہے ترے کرم کی طرف

چلا ہے قافلہ میرا بھی کیف و کم کی طرف

قدم بڑھے ہیں تبھی کے یروشلم کی طرف

ہے میرا نام فلسطین، اپنی جنت ہوں

فلسطین زندہ باد

(مدس)

ہے میرا نام فلسطین، میں حقیقت ہوں
 مرے وجود سے ہے زندگی زمانے میں
 مرے وجود سے ہے آگہی زمانے میں
 مرے وجود سے ہے آدمی زمانے میں
 کرو جو مجھ سے محبت تو میں محبت ہوں
 ہے میرا نام فلسطین میں حقیقت ہوں

جو میرے بھائی ہیں ان کے لیے اخوت ہوں
 مرا وجود ہے امن و اماں کی سچائی
 مرا وجود ہے حُسن جہاں کی سچائی
 مرا وجود ہے نام و نشان کی سچائی
 رہ حیات میں سچائی کی شہادت ہوں
 ہے میرا نام فلسطین میں حقیقت ہوں

جہادِ زیست میں احساس کی قیادت ہوں
 مرے بغیر مکمل نہیں یہ گلشنِ جاں!
 مرے بغیر مکمل نہیں یہ ارض و سماں
 مرے بغیر مکمل نہیں وجودِ جہاں
 وجودِ حسنِ جہانگیر کی ضرورت ہوں
 ہے میرا نام فلسطین، میں حقیقت ہوں

میں اپنے جاگے ہوئے وقت کی خلافت ہوں
 ہے میرے ساتھ مری زندگی کی سرگرمی
 ہے میرے ساتھ جہادِ خودی کی سرگرمی
 ہے میرے ساتھ رہِ راستی کی سرگرمی
 میں زندگی ہوں رگِ زیست کی حرارت ہوں
 ہے میرا نام فلسطین میں حقیقت ہوں

نوائے اہلِ فلسطین

دل میں جو آگ ہے وہ بجھے گی نہیں کبھی
 رفتارِ قافلے کی تھمے گی نہیں کبھی
 یہ دھاندلیِ عدو کی چلے گی نہیں کبھی
 نشے میں حُریت کے جوان اور پیر ہے
 ہر نوجوان ہمارا خلیلِ وزیر ہے
 گولی کا اس کی دیتے ہیں پتھر سے ہم جواب
 لائیں گے ہم نہتے ہی اک روز انقلاب
 اب دیکھنا ہے لائے گا کب تک ہماری تاب
 ایک ایک خشتِ سینہ دشمن پہ تیر ہے
 ہر نوجوان ہمارا خلیلِ وزیر ہے
 دشمن کے ساتھ ویٹو کی طاقت رہی تو کیا
 طاقت کے ساتھ اس کی حماقت رہی تو کیا
 جاہل کے پاس جھوٹی لیاقت رہی تو کیا
 ہر دم ہمارے ساتھ ہمارا ضمیر ہے
 ہر نوجوان ہمارا خلیلِ وزیر ہے
 ہم نے نظرِ آناریِ فلسطین کے لئے
 لگ جائے عمر ساری فلسطین کے لئے
 ہے زندگی ہماری فلسطین کے لئے
 یہ سرزمین، ہماری بڑی دل پذیر ہے
 ہر نوجوان ہمارا خلیلِ وزیر ہے

اسرائیل

ہے ضرورت تیرگیؔ راہ میں قنبدیل کی
 حد بھی ہوتی ہے مُسلما نو خُدا کی ڈھیل کی
 کیا حقیقت ہے سمندر کے مقابل جھیل کی
 آئی ہے شامت یقیناً اب تو اسرائیل کی
 اب دِکھا دو آئینہ کم بخت اسرائیل کو
 دو سزا ہر حال میں اب سخت اسرائیل کو

کی ہے اب کے اک حماقت پھر سے اسرائیل نے
 کی ہے اب کے اک شرارت پھر سے اسرائیل نے
 کی ہے اب کے اک ذلالت پھر سے اسرائیل نے
 کی ہے اب کے اک عداوت پھر سے اسرائیل نے

مسجدِ اقصیٰ کو ڈھانے کے ارادے اس کے ہیں
 پھر سے ہم کو آزمانے کے ارادے اس کے ہیں

آئی ہے گھر بیٹھے شامت اب کے اسرائیل کی
 گویا بن جائے گی تربت اب کے اسرائیل کی
 اس قدر بگڑے گی صورت اب کے اسرائیل کی
 بن کے رہ جائے گی دُرگت اب کے اسرائیل کی
 اب مسلمانوں کو اسرائیل جانا چاہیے
 سارے اسرائیل پر قبضہ جمانا چاہیے

یہ تماشا ناگوارا ہے اسے مت بھولیے
 دل کی صورت چاند تارا ہے اسے مت بھولیے
 یہ اُخوت کا نظارہ ہے اسے مت بھولیے
 قبلہ اول ہمارا ہے اسے مت بھولیے
 مسجد اقصیٰ جہاں بھر کے مسلمانوں کی ہے
 جو شہیدِ وقت ہیں ایسے نگہیانوں کی ہے

قطرہ

کشادہ یہ مرا دامن رہا ہے
 کما کر پیسہ پیسہ جوڑتا ہوں
 نیشمن رفتہ رفتہ بن رہا ہے
 مسلسل تنکا تنکا جوڑتا ہوں

سائنس

تاریخ

شیشہ

(سانیت)

کہنے والے تو بہر حال کہا کرتے ہیں
سننے والوں پہ ہے موقوف حقیقت کی تمیز
ظلم کرتے رہیں پردے میں محبت کے عزیز
سننے والے تو بہر حال سہا کرتے ہیں

لوگ پتھر اوجھرتے ہیں تو کب دیکھتے ہیں
چیز ہر ایک ہے نازک مرے میخانے کی
ایک تاریخ ہوا کرتی ہے ویرانے کی
دیکھنے سننے کو سب سنتے ہیں سب دیکھتے ہیں

کاش سب شیشے کے ہو جائیں مگر شہر کے لوگ
دل بھی شیشہ ہو نظر شیشہ جگر شیشہ ہو
بام و در شیشہ ہو گھر شیشہ نگر شیشہ ہو
سب کے سب شیشے کے ہو جائیں اگر دہر کے لوگ

پھر تو آپس میں نہ ٹکرائے گا شیشہ کوئی
پھر نہ شیشہ پہ چلے گا کبھی تیشہ کوئی

دفتر کی میز پر

بہت دیر سے سوچ کی روزنوں سے
 وفا کی کوئی روشنی چھن رہی ہے
 بہت دیر سے زندگی بن رہی ہے
 مرے درمیاں قلب کی دھڑکنوں سے

نہ جانے کہاں گم ہے ٹائیسٹ لڑکی
 خود اپنے کو وہ مجتمع کرتے کرتے
 بکھر جاتی ہے خود سنورتے سنورتے
 بظاہر نہیں اُس پہ اُفتاد کوئی

میں خود اپنے بالے میں جب سوچتا ہوں
 تو ماحول کہتا ہے پابند ہو تم
 یہ مانا کہ افسر ہی ہر چہند ہو تم
 بہر حال دفتر میں میں کھو گیا ہوں

ذخیرہ مری مسینر پر فائیلوں کا
 اک افسانہ ہے دفن زندہ دلوں کا

ترائیلے

احباب

تم نے احساس دلایا تو ملا اپنا پتہ
 ورنہ میں آپ ہی اپنے سے نہیں تھا واقف
 خوابِ غفلت سے جگایا تو ملا اپنا پتہ
 تم نے احساس دلایا تو ملا اپنا پتہ
 راستہ تم نے دکھایا تو ملا اپنا پتہ
 خود ہی اپنا تھا عدو اور تھا خود سے خائف
 تم نے احساس دلایا تو ملا اپنا پتہ
 ورنہ میں آپ ہی اپنے سے نہیں تھا واقف

تیرے ہونے سے

ہر ادا تیری مجھے بزم کی رونق ہی لگے
 تیرے ہونے سے ہر اک چیز کا احساس رہا
 ورنہ یہ دُنیا بھی صحراے لق و دق ہی لگے
 ہر ادا تیری مجھے بزم کی رونق ہی لگے
 اور ہر بات تیری مجھ کو تو برحق ہی لگے
 تیری ہر بات کا ہر وقت مجھے پاس رہا
 ہر ادا تیری مجھے بزم کی رونق ہی لگے
 تیرے ہونے سے ہر اک چیز کا احساس رہا

فیشن

نہ جانے چل پڑا ہے کیسا فیشن
 تمیزِ مرد و زن باقی نہیں ہے
 انہیں پہچانوں کیسے ہے یہ اُلجھن
 نہ جانے چل پڑا ہے کیسا فیشن
 بچاؤں کس طرح میں اپنا دامن
 زلیخاؤں کا فن باقی نہیں ہے
 نہ جانے چل پڑا ہے کیسا فیشن
 تمیزِ مرد و زن باقی نہیں ہے

یادِ زلفگانِ

سرسید

سرسید گلشن

سب سے الگ وہ پھول کہ خوشبو جس کی ہر آنکھ
علم کی دستک بن جاتی ہے دل کی ہر دھڑکن

سرسید انسان

انسانوں میں ایک مجاہد اک مرد میدان
علم و ہنر میں سب سے اونچا سب سے عالیشان

سرسید لیڈر

علم و عمل پیغام ہے جس کا، پہنچا ہے گھر گھر
روشن راہ دکھانے والا اک سچا رہبر

سرسید احساس

جس کے دم سے جہل مٹا اور بندھی عمل کی آس
جس کے دم سے ہند کی مٹی میں ہے سوندھی باس

سرسید ہمراز

جس کے نغمے گھر گھر گونجے بجے سرِ لا ساز
جس کے پیارے بول ہیں گویا ہر دل کی آواز

بابائے اردو حبیب الرحمن

صرف نیکی کی عبارت ہیں حبیب الرحمن
اپنی جنت کی بشارت ہیں حبیب الرحمن
جانِ داد آپ نے بخشی ہے کروڑوں کی ہمیں
خوب اردو کی عمارت ہیں حبیب الرحمن

اک فرشتہ صفت انسان حبیب الرحمن
آپ اپنی جگہ ذی شان حبیب الرحمن
جو اتارا نہیں جاسکتا قیامت تک بھی
ایک اردو پہ وہ احسان حبیب الرحمن

گیت اردو کا ہر ایک موڑ پہ گایا تو نے
ہم پہ سرمایہ کروڑوں کا لٹایا تو نے
بھول سکتے ہی نہیں ہم یہ عنایت تیری
راستہ اردو کی خدمت کا دکھایا تو نے

اردو کا اک نشان ہے یہ گلشنِ حبیب
جامی پہ مہربان ہے یہ گلشنِ حبیب
زرخیز ہے زمینِ مرے اُجرے دیار کی
اردو کا آسمان ہے یہ گلشنِ حبیب

جگر صاحب

مضطرب بے سکون جگر صاحب
 زندگی کا فسوں جگر صاحب
 سازِ دل سازِ زندگی گویا !
 اک حسیں ارغنون جگر صاحب
 وہ بُللاتے تو میں یہ کہتا تھا
 آپ کے ساتھ ہوں جگر صاحب
 کام کرتے ہوئے نہ تھکتے تھے !
 کام کا اک جنوں جگر صاحب
 ہمت افزائی سب کی کرتے تھے
 قدر دانِ فنون جگر صاحب
 آخری عمر میں بھی رکھتے تھے
 جوش و جذبہِ فزوں جگر صاحب
 کر کے چھوڑا ہمیشہ نفرت کا
 سرِ مسلسلِ ننگوں جگر صاحب
 کرتے رہتے تھے غیر کی خاطر
 آرزوؤں کا خوں جگر صاحب
 پیارِ جامی کا دیکھ لیجے گا
 ہے ابھی جوں کا توں جگر صاحب

۱۔ محبوب حسین جگر جوائنٹ ایڈیٹر روزنامہ سیاست، جن کی شفقت نے مجھے
 اپنا بنالیا تھا۔

ڈاکٹر حسینی شاہد کی حلت پر

تھے محقق بڑے دکتور حسینی شاہد
 دکنی تحقیق میں مشہور حسینی شاہد
 راہی ملکِ عدم ہو گئے ہنستے ہنستے
 چھوڑ کر یوں ہمیں رنجور حسینی شاہد



دیکھ لیتے تھے بہت دور حسینی شاہد
 پیش گوئی میں تھے مشہور حسینی شاہد
 آپ وہ بات کہا کرتے تھے منہ سے اپنے
 جو خدا کو بھی تھی منظور حسینی شاہد



زندگی یوں بھی ہے شکور حسینی شاہد
 موت بھی ہو گئی مجبور حسینی شاہد
 آپ کے ساتھ نے مجھ کو یہ انا بخشی ہے
 میں بھی ہوں آپ پہ مغرور حسینی شاہد



تھے بھی حق گوئی میں مشہور حسینی شاہد
 ظلمتِ جہل میں اک نور حسینی شاہد
 مجھ کو ہوتا رہا محسوس ہمیشہ جا قمی !
 تھے مرے دور کے منصور حسینی شاہد

رباعیات

(خیرات ندیم کی موت پر)

اب کس سے لطیفوں کی سُنیں بات ندیم
 ہوگی نہیں اب تم سے ملاقات ندیم
 جب بات کہیں زندہ دلی کی ہوگی
 یاد آؤ گے بے ساختہ خیرات ندیم



الفاظ کی کرتار ہا شاعر تجسیم
 ہوتا رہا احساس بھی ہر دم ترقسیم
 اب کون اُچھالے گا ہنسی میں غم کو
 احباب میں باقی نہیں خیرات ندیم

شاذ تمکنت کی یاد میں

زمین کے چاند ستاروں سے
 میرا رشتہ ہے
 چمن کی ساری بہاروں سے
 میرا رشتہ ہے
 حسین و شوخ نظاروں سے
 میرا رشتہ ہے
 جو میری منزل مقصود سے ملاتے ہیں
 تمہاری راہ گزاروں سے
 میرا رشتہ ہے

مگر میں پھر بھی اکیلا ہوں
 چاند تاروں میں
 تمہارا ساتھ تمہیں ہے
 بھری بہاروں میں
 نہیں ہے دلکشی باقی
 حسین نظاروں میں

کوئی نہیں ہے یہاں جس کو کہہ سکوں اپنا
 تمہاری طرح کوئی ہمنوا نہیں ملتا
 تمہارے بعد یہاں ہر کوئی پرایا ہے
 جو ہم سخن ہے اسے ہمسری کا دعویٰ ہے
 پھر اس کے بعد فقط کاروبارِ دنیا ہے

تمہاری یاد نے یہ کیا بنا دیا مجھ کو
 یہ کیسا آئینہ لا کر دکھا دیا مجھ کو
 بیاضِ شام ہے تم ہو نواتے نغمہ
 اکیلا رہ کے بھی جامی کہاں اکیلا ہے

اکھل حیث در آبادی کی رحلت پر

نہ جانے کیوں نہیں آتا ہے ہم کو اس کا یقین
کہ تم ہوئے ہو اچانک ابھی جدا ہم سے
کہ ہنستے کھیلتے یکدم ہوئے خفا ہم سے
کچھ ایسا لگتا ہے تم پاس ہو، یہیں ہو کہیں

زندگی تھی تمہارے لیے بہت ہی حسین
جسے بھی چاہا اُسے پا کے دم لیا تم نے
ہر ایک بات کو نمٹا کے دم لیا تم نے
تمہارے واسطے تھا آسمان بھی جیسے زمیں

تمہارے واسطے دولت تو کوئی چیز نہیں
محببتوں کے خزانے لٹا دیئے تم نے
شرافتوں کے بہانے لٹا دیئے تم نے
پتہ چلا کہ ہے انسانیت کہیں نہ کہیں

زمانہ آج ہے اکھل حزنیں بہت ہی حزنیں
تمہارے بعد ہے بزمِ ادب میں سناٹا
ہوا ہے شعر و ادب کا بہت بڑا گھاٹا
تمہارے بعد تو جامی بھی پرسکون نہیں

مکتبہ شاداب میں میری صدارت میں مشاعرہ تھا، اکھل نے اس مشاعرہ میں سب سے زیادہ داد حاصل کی گویا
مشاعرہ لوٹ لیا، غزل، سنا کردہ میرے قریب آکر بیٹھ گئے تھوڑی ہی دیر بعد میرے کندھے پر اپنا سر رکھ دیا۔ وہ
مجھ سے اکثر اظہارِ محبت اسی طرح کیا کرتے تھے لیکن جب تادیر کندھے سے سر نہیں اٹھایا تو پتہ چلا کہ روح پرواز کر چکی ہے۔

عائق شاہ کے نام

ایک مدت سے آشنا تھی وہ
زندگی ایک حادثہ تھی وہ
جس پہ کستے رہے سواری یہ
مائی ڈیر شکنتلا تھی وہ



جو مرے شہزاد کی ٹرہتی ہوئی آبادی ہے
یونہی بے طرح سے جی لینے کی یہ عادی ہے
لیکن اس بار بھی کہتے ہیں ہی عائق شاہ
زندگی آج بھی فٹ پاتھ کی شہزادی ہے

لے مائی ڈیر شکنتلا: عائق شاہ کی ایک کتاب کا نام، اس کے علاوہ ان کی سائیکل کا نام
بھی شکنتلا تھی۔
لے فٹ پاتھ کی شہزادی، عائق شاہ کی ایک کتاب کا نام۔

حسن یوسف زنی

زندگی بھریا رکا سودا حسن یوسف زنی
عشق کے اظہار کا منشا حسن یوسف زنی

رات دن احساس جسکا جاگتا رہتا تھا وہ
کھو گیا کس جا بھلا اپنا حسن یوسف زنی

دوستوں کے واسطے اتنے دنوں کے بعد بھی
ہے ابھی تازہ تر اصددہ حسن یوسف زنی

رہنے سہنے کھانے پینے کے سلیقے سے الگ
تھا ترا معیار بھی اونچا حسن یوسف زنی

تیرے افسانوں میں ملتی ہے سہانی زندگی
سارے کرداروں میں ہے یکتا حسن یوسف زنی

تیرے اخلاقِ حمیدہ کا حسِ کردار کا
ہر طرف ہے تیرا ہی چرچا حسنِ یوسف زنی

اس دیکھا وے کے اُجالے میں بصدِ عجز و کمال
زندگی بھی تھی تیری سادا حسنِ یوسف زنی

آگئی بے ساختہ اس دل کو تیری یاد بھی
بیٹھے بیٹھے جب بھی دل دھڑکا حسنِ یوسف زنی

جب خیال آتا ہے تیری زندگی کے پیار کا
یوں لگا اک آئینہ ٹوٹا حسنِ یوسف زنی

دوست اپنے یوں تو سب اچھے ہی ہیں جانی مگر
دوستوں میں تھا بہت اچھا حسنِ یوسف زنی

ریاست علی تاج کے نام

(یہ نظم اُن کی زندگی ہی میں بھی گئی تھی)

آگہی ہے ریاست علی تاج سے
بے خودی ہے ریاست علی تاج سے

مختصر مختصر چند لمحوں میں بھی !
سرخوشی ہے ریاست علی تاج سے

وہ بھی سچ بولتا ہے فقط اس لئے
دوستی ہے ریاست علی تاج سے

ہوش میں، خواب میں، بزمِ احباب میں
زندگی ہے ریاست علی تاج سے

سوز بھی، ساز بھی، دل کی آواز بھی
ناز بھی ہے ریاست علی تاج سے

ہم نے جَآمی سے ہٹ کر سنا ہے یہی
شاعری ہے ریاست علی تاج سے

محمود انصاری

صحافت میں قلم کی دھاک تھا محمود انصاری
 حقیقت میں بڑا بے باک تھا محمود انصاری
 ہمیشہ حق کی خاطر تھام لیتا تھا قلم اپنا
 رُخ مخفی کا پردہ چاک تھا محمود انصاری
 برستی تھی سدا معصومیت پر جوش چہرے پر
 زمیں پر مُردمِ افلاک تھا محمود انصاری
 سمجھداری سے اکثر کام لے کر فیصلہ کرتا
 بڑا ذی فہم تھا چالاک تھا محمود انصاری
 فسادوں میں ستم ڈھالتے ہوئے شیطان سے ٹکری
 اگرچہ ایک مشتِ خاک تھا محمود انصاری
 جہاں جاتا تھا، تہذیبِ دکن بھی ساتھ جاتی تھی
 جہاں بھر میں دکن کی ناک تھا محمود انصاری
 کبھی کیچڑ اُچھالی ہی نہیں اپنے مخالف پر
 ادب میں گندگی سے پاک تھا محمود انصاری
 ادیبوں شاعروں سے دوستی رکھتا تھا وہ جامی
 زمانے کا حسیں ادراک تھا محمود انصاری

مَیچا اچلا گیا

(امام خمینی کی رحلت پر)

وہ رہبرِ عوام خمینی تھا جس کا نام
وہ مردِ ذی مقام خمینی تھا جس کا نام
وہ اہلِ احترام خمینی تھا جس کا نام
اک دور کا امام خمینی تھا جس کا نام

ظلم و ستم کے نقشِ جہاں سے مٹ گیا
دُنیا کو زندگی کا سلیقہ سکھا گیا

جس نے سکھائے ذہنِ رستاکو جنوں کے طور
کرتا یہ اب جنوں بھی ہر اک زاویے پہ غور
جس کے سبب سے مٹ گیا شاہی کا ظلم و جور
جس کے عمل سے آہی گیا انقلابی دور

رہبرِ خمینی قوم کو رستہ بتا گیا
دُنیا کو زندگی کا سلیقہ سکھا گیا

اُس نے دکھایا حق و صداقت کا راستہ
مذہب کا راستی کا ہدایت کا راستہ
منزل کا آگہی کا قیادت کا راستہ
اہلِ جہاں کو حُسنِ سیاست کا راستہ

اک انقلاب بن کے زمانے پہ چھا گیا
دُنیا کو زندگی کا سلیقہ سکھا گیا

غیروں نے پکڑے کان خمینی کے نام سے
 اپنوں میں آئی جان خمینی کے نام سے
 اسلام کی ہے شان خمینی کے نام سے
 حیران ہے جہان خمینی کے نام سے

سوئی ہوئی تھی قوم کی قسمت جگا گیا
 دُنیا کو زندگی کا سلیقہ سکھا گیا

ما تم کُناں ہے آج تمنا کی سرزمین
 ما تم کُناں ہے آج بھر سُورِ اِیقِیں
 ما تم کُناں ہے آج چمکدار ہر جبین
 ما تم کُناں ہے آج ہر اک حُسنِ دل نشین

آج ایک عہدِ نو کا مسیحا چلا گیا
 دُنیا کو زندگی کا سلیقہ سکھا گیا

ہم درد تھا حکیم تھا وہ اہلِ درد تھا
 اپنے عمل میں اپنی اداؤں میں فرد تھا
 منزلِ نشین ہو کے بھی صحراِ نورِ د تھا
 ”حقِ مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا“

بامِ و درِ عمارتِ مغربِ بلا گیا
 دُنیا کو زندگی کا سلیقہ سکھا گیا